Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر اول جلد دوم

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

(تتمہ جزو دوم مقدمہ جسمین بعض شبہات مانعہ عمل بالحدیث کا جواب ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اور حافظ ابن القیم نے کتاب اعلام الموقعین مین فرمایا ہے صحابہ کر

کان الصحابۃ اذا بلغھم الحدیث
عن النبی صلعم وحدث بہ بعضھم
بعضا بادروا الی العمل بہ من
غیر توقف ولا بحث ولا یقول احد
منھم تنظر ھل عمل بھذا فلان
وفلان ولو راوا من یقول ذلک
لانکروا علیہ اشد الانکار و
کذالک التابعون وھذا معلوم
بالضرورۃ لمن لہ ادنی خبرۃ
بحال القوم وسیرتھم - وطول
العھد بالسنۃ وبعد الزمان وفقھا
یسوغ ترک العمل بھا والاخذ بغیرھا

جب کوئی حدیث پہونچتی اور ایک دوسرے
کو وہ حدیث سناتا تو وہ بلا توقف و بلا
کرید حدیث پر عمل کرتے اور کوئی انمین سے
یہہ نہ کہتا کہ اسپر فلان فلان اکابر نے
عمل کیا ہے یا نہین اور اگر کسی کو ایسا
کرتے دیکھتے تو اسپر سخت انکار کرتے -
ایسا ہی تابعین کرتے اور یہہ امر بالبداہۃ
معلوم ہے جسکو احوال و سیرت قوم
سے کچھہ بھی خبر ہے - اور سنت
کے زمانہ کا دور دراز ہونا اور اسکا
پرانا ہوجانا اسکے عمل کو ترک کرنے
اور اسکے سوا اور چیزون کے

مطبع انجمن پنجاب لاہور مین چھپا

ولو كانت سنن النبي صلعم لا يسوغ العمل بها بعد صحتها حتى يعمل بها فلان وفلان لكان قول فلان وفلان عيارا على السنن ومزكيا وشرطا في العمل بها وهذا من ابطل الباطل وقد اقام الله سبحانه و تعالى الحجة برسوله دون احاد الامة وقد امر النبي صلعم بتبليغ سنته ودعا لمن بلغها فلو كان من بلغه لا يعمل به لحتى يعمل بها الامام فلان والامام فلان لم يكن من تبليغها فائدة وحصل الاكتفاء بقول فلان وفلان۔

لے لینے کو جائز نہین کردیتا ہے - اور اگر آنحضرت کی سنتون پر باوجود انکی صحت کے عمل جائز نہو جبتک فلان فلان اسپر عمل نہ کرلے تو اُن لوگون کے اقوال سنتون کی کسوٹی ٹھہرے اور اُنکو پاک و ستھرا کرنیوالے اور اُنکے عمل کے لئے شرط اور یہہ بات بڑی باطل سے باطل ہے اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کو دستاویز نبایا ہے نہ امت سے کسی ایک ایک کو - اور آنحضرت نے سنتونکے پہنچانیکا حکم دیا ہے اور پہونچانیوالے کے لئے دعا کی ہے پھر اگر جسکو وہ سنت پہونچی اُسکو اسپر عمل جائز نہو جبتک فلان فلان امام عمل نہ کرے تو اُسکے پہونچانیکا فائدہ کچھہ نہین اسی امام کا قول کافی ہے -

† یہہ دونون عبارتین ہمارے اس دعوے کے مصدق ہین کہ زمانہ صحابہ مین اور اسکے بعد تمام لوگ حدیث سنتے ہی اسپر عمل کرتے اور اس باب مین غیر فقیہ فتوے واجازت فقہا کے منتظر نہ رہتے - ایسا ہی حضرت شاہ ولی اللہ کی اس کلام سے مستفاد ہوتا ہے - جو ضمیمہ نمبر ۱ مین بصفحہ ۱۵ منقول ہوا ہے -

ان شہادتون سے (جنکے خلاف پر کوئی ایسی شہادت پائی نہین جاتی جس سے پہلی صدیون مین وجود خلاف ثابت ہو) بخوبی معلوم ہوا کہ ظاہر حدیث پر عمل کرنا اجتہاد نہین بلکہ یہہ ایسا کام ہے جسکو عامی کرسکتے ہین اور صدر اول و

† یعنے عبارت اعلام جو یہان منقول ہوئی - اور عبارت ولی الدین عراقی جو ضمیمہ نمبر ۱۲ جلد ۱ مین گذری -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوم کے عامی کرتے رہے ہین۔

اس تعامل صدر اول و دوم کے مقابلہ مین کسی (امام یا عالم) متاخر کے قول وخلاف کی ایسی وقعت نہین کہ اسکی طرف ذرہ بھی التفات کیجاوے اور اسکو نقل کرکے اسکا جواب دیا جاوے۔ اس تعامل کا اگر جواب ہے تو یہی ہے کہ اسی قسم کی شہادتون سے کوئی یہہ ثابت کردکھاوے کہ صدر اول و دوم کے عام لوگ جو مجتہد نہ تھے ظاہر حدیث پر بلا واسطہ مجتہدین عمل نہ کرتے اور اگر کوئی ایسا کرتا تو اسپر صحابہ و تابعین انکار متوجہ فرماتے اور اس امر کا اثبات سہل نہین مگر چونکہ بعض لوگ (جو مراتب دلائل شرعیہ سے واقف نہین اور وہ مجرد اقوال علماء کو اگرچہ مخالف دلائل شرعیہ ہون) دلیل شرعی سمجھتے ہین اور جبتک اُن اقوال کا جواب اسی قسم کے اقوال سے نہ دیا جاوے وہ اُن اقوال کو چھوڑکر اتباع دلائل نہین کرتے اس تعامل کے مقابلہ مین عمل بالحدیث کی ممانعت پر بعض اقوال علماء سے استدلال کرتے ہین اسلئے ہم (بپاسخاطر و بغرض فہمائش اُن لوگون کے) اُن اقوال کو نقل کرکے اُنکا جواب دیتے ہین۔

ازانجملہ ایک قول امام ابو یوسف رح کا ہے جو کتب فقہ مین منقول ہے کہ عامی کو ظاہر حدیث پر عمل کرنا جائز نہین ہے۔ اسپر اُن لوگون کا اتباع واقتدار واجب ہے جنہون نے اجتہاد کیا ہے **دوسرا قول** بعض متاخرین کا جنہون نے کتب اصول مین کہا ہے کہ مجتہد مطلق (جو ہر مسئلہ مین اپنا اجتہاد کرے کسی مسئلہ مین کسی کا مقلد نہو) کے سوائے ہر کسی کو (عالم کیون نہو) مجتہد مطلق کی تقلید واجب ہے" جسکا مطلب بعض لوگون نے یہہ سمجھا ہے کہ اسکو ظاہر قرآن و حدیث پر بھی بلا تقلید مجتہد عمل کرنا جائز نہین ہے۔ اور بعض لوگون نے یہہ بات صاف طور پر بھی کہدی ہے۔

پہلے قول کا جواب تو یہہ ہے کہ امام ابو یوسف رح عامی سے ایسا جاہل آدمی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مراد رکھتے ہین جو حدیث کی معنی و مراد نہ سمجھتا ہو ایسے شخص کو ہم بھی عمل بالحدیث کی اجازت نہین دیتے - جو شخص نہ عربی زبان جانتا ہو نہ کسی دوسری زبانمین اسکا مطلب سمجھتا ہو وہ حدیث پر عمل کیا کریگا -

دوسرے قول کا جواب یہ ہے کہ اس قول مین اُن مسائل سے جنمین مجتہد مطلق کی تقلید کو واجب ٹھہرایا گیا ہے مسائل اجتہادی مراد ہین نہ مسائل نقلی (جو نصوص قطعی قرآن و حدیث سے ثابت ہین) چنانچہ اس قول کے شارحین نے بوضاحت بیان کر دیا ہے پس اس قول سے غیر مجتہد کے لئے ظواہر و نصوص قرآن و حدیث پر عمل و استدلال کرنے کی ممانعت نہ نکلی -

جو لوگ اس قول سے ظواہر و نصوص قرآن و حدیث پر عمل کرنے کی ممانعت نکالتے ہین وہ عمل ظواہر و نصوص کو اجتہاد مین داخل کرتے ہین - اور بنا علیہ وہ اس امر کو غیر مجتہد کے لئے ناجائز سمجھتے ہین -

انکا جواب یہ ہے کہ اولاً تو ظواہر و نصوص پر عمل و استدلال از قسم اجتہاد نہین ہے کیونکہ ظواہر و نص قطعیات سے ہین اور اجتہاد صرف ظنیات مین ہوتا ہے - **اور** اگر بفرض محال مان لیا جاوے کہ عمل بالحدیث اجتہاد ہے تو پھر مجتہد مطلق کے سوائے اور علماء کے لئے اسکی ممانعت کی کوئی وجہ نہین ہے - اور باتفاق جمہور علما جائز ہے کہ ایک شخص بعض مسائل مین مقلد ہو بعض مین مجتہد (جسکو مسئلہ تجزی اجتہاد سے تعبیر کیا جاتا ہے) -

ان جوابات مین جنمین چار دعوے کئے ہین - **اول** یہ کہ امام ابو یوسف کے قول مین عامی سے جاہل محض مراد ہے **دوم** یہ کہ بعض متاخرین کے قول مین اُن مسایل سے جنمین مجتہد کی تقلید کو واجب کیا گیا ہے مسائل اجتہادی مراد ہین نہ نصی **سوم** یہ کہ ظواہر نصوص حدیث و قرآن سے استدلال اجتہاد ہین

چہارم یہہ کہ اجتہاد مین عجزی جائز ہے وبناء علیہ غیر مجتہد کا بعض مسائل مین اجتہاد کرنا درست ہے۔

منجملہ اُن دعاوی اربعہ کے دعوی سوم کو توہم بشہادت اصول واقوال ایسا ثابت کرچکے ہین کہ اسمین کسیکو جائے شک واعتراض نہین ہے۔ باقی تین دعاوی کے ثبوت مین اقوال ونقول پیش کئے جاتے ہین جو دلائل اصولی پر مشتمل ہین۔

خزانۃ الروایات کی فصل بیان کیفیت اجتہاد وبعض مسائل تقلید وجواز عمل بقرآن

قال فی خزانۃ الروایات فی فصل کیفیۃ الاجتہاد وبعض مسائل التقلید والفتوی وجواز العمل علی غیر مذھب نقلا عن دستور السالکین فان قیل لو کان المقلد غیر المجتہد عالما مستدلا یعرف قواعد الاصول ومعانی النصوص والاخبار ھل یجوز لہ ان یعمل علیھا وکیف یجوز لانہ قیل لا یجوز بغیر المجتہد ان یعمل الا علی روایات مذھبہ وفتاوی امامہ ولا یشتغل بمعانی النصوص والاخبار والعمل علیھا کالعامی قیل ھذا فی العامی الصرف والجاھل الذی لا یعرف معنی

وحدیث وعمل بمذہب غیر مین کہا ہے کہ دستور السالکین مین بیان کیا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ اگر مقلد ایسا ہو کہ وہ مجتہد تو نہین پر وہ عالم ہے دلیل سے تمسک کرسکتا ہے۔ قواعد اصول پہچانتا ہے۔ معانی قرآن وحدیث جانتا ہے ایسے شخص کو کیا قرآن وحدیث پر عمل کرنا جائز ہے تو کیونکر ہے جبکہ یہہ بھی کہا گیا ہے کہ جو مجتہد نہو اسکو اپنے مذہب کی روایات اور اپنے امام کے فتوون کے ماسوائے اور چیز پر عمل کرنا۔ اور قرآن وحدیث کے معانی سے مشغل رکھنا اور اسپر عمل کرنا جائز نہین جیسے کہ عامی (جاہل) کو یہہ امر جائز نہین اس سوال کے جواب مین علمانے کہا ہے کہ یہہ عدم جواز عمل واستدلال قرآن وحدیث ایسے عامی کے حق مین ہے جو جاہل

النصوص والاحادیث وتاویلاتها
واما العالم الذی یعرف معنی
النصوص والاخبار وهو من
اهل الدرایة وثبت عنده صحتها
من المحدثین او من کتبهم الموثوقة
المشهورة المتداولة فیجوز له ان
یعمل علیها وان کان مخالفاً
لمذهبه یؤیده قول ابی حنیفة
ومحمد والشافعی واصحابه وقول
صاحب الهدایة فی روضة العلماء
الرندویسیة فی فضل الصحابة
قیل لابی حنیفة اذا قلت قولاً
وکتاب الیه یخالفه قال اترکوا قولی
بکتاب الله فقیل اذا کان خبر
الرسول یخالفه قال اترکوا قولی
بخبر الرسول فقیل اذا کان قول
الصحابة یخالفه قال اترکوا قولی
بقول الصحابة وفی الامتاع روی

محض ہے جو قرآن وحدیث کے معنی
ومراد نہ جانے اور جو سمجھدار عالم ہو اور
قرآن وحدیث کے معنی اور مراد جانتا ہو
اور اسکو حدیث کی صحت محدثین یا انکی
معتبر کتابون سے ثابت ہو جائے تو
اسکو حدیث پر عمل کرنا جائز ہے اگرچہ
وہ حدیث اسکے پہلے مذہب کے مخالف
ہو اسکے موئد امام ابو حنیفہ وامام محمد
وامام شافعی (رحمہم اللہ تعالی) اور
انکے شاگردون کے اقوال ہین۔ اور
ہدایہ کا وہ قول جو کتاب روضۃ العلماء
مین (جو امام رندویسی کی تصنیف ہے)
فضیلت صحابہ کے بیان مین منقول ہے
کہ امام ابو حنیفہ سے کسی نے کہا کہ جب
آپ ایک بات فرماوین اور قرآن مین
اسکا خلاف ہو تو کیا کیا جاوے آپنے جواب
دیا میرے قول کو کتاب اللہ کے مقابلہ مین
چھوڑ دو پھر کہا گیا کہ جب حدیث نبوی
اسکے مخالف ہو تو کیا کرین اپنے جواب دیا میرے قول کو حدیث کے سامنے
بھی مت لو۔ پھر کہا گیا اگر قول صحابی اسکے مخالف ہو؟ فرمایا میرے قول کو قول
صحابہ کے سامنے بھی چھوڑ دو۔ (کتاب) امتاع مین ہے کہ بیہقی

البیہقی فی السنن عند الکلام علی
القران بسندہ قال قال الشافعی اذا
قلت قولا وکان عن النبی صلعم خلاف
قولی فما یصح من حدیث النبی صلعم
اولی فلا تقلدونی ونقل امام
الحرمین فی نہایتہ وعن الشافعی انہ
قال اذا صح خبر یخالف مذہبی
فاتبعوہ واعلموا انہ مذہبی و
قد صح فی منصوصاتہ انہ قال اذا
بلغکم عنی مذہب وصح عندکم
علی مخالفتہ فاعلموا ان مذہبی
موجب الخبر - وروی الخطیب
باسنادہ ان الدارکی من الشافعیۃ
کان یستفتی وربما یفتی بغیر مذہب
الشافعی وابو حنیفۃ فیقال لہ ہذا
یخالف قولہما فیقول ویلکم حدیث
فلان عن فلان عن النبی صلعم

نے اپنی سنن (کتاب کا نام ہے) مین
قران کی نسبت گفتگو کے ذیل مین باسناد
روایت کیا ہے کہ امام شافعی نے فرمایا ہے
جب مین کوئی بات کہون اور اس باب
مین آنحضرت سے میرے قول کا خلاف
ثابت ہو تو آنحضرت ہی کا قول لائق
اخذ ہے میری اُسمین تقلید مت کرو۔
امام الحرمین نے اپنی کتاب
نہایہ مین نقل کیا ہے کہ امام شافعی نے
فرمایا ہے کہ جب کوئی حدیث میرے
مذہب کے مخالف صحت کو پہونچے تو تم
جان لو کہ میرا وہی مذہب ہے -- امام
شافعی کے ملفوظات مین یہہ بہی ثابت
ہے کہ انہون نے فرمایا کہ جب تمہین
کسی مسئلہ مین میرا مذہب معلوم ہو اور
حدیث نبوی اسکے مخالف صحت کو
پہونچے تو میرا وہی مذہب ہے جو حدیث کا
مضمون ہے خطیب (بغدادی) نے دارکی سے جو شافعی مذہب کا پیرو عالم
تہا نقل کیا ہے کہ لوگ اُنسے مسائل پوچہتے تو کبہی وہ مذہب شافعی و ابو حنیفہ
دونون کے مخالف فتوی دیتے اسپر کوی کہتا کہ یہہ تو امام شافعی و ابو حنیفہ کے مخالف قول ہے
تو آپ جواب دیتے کہ تمپر افسوس ہے کہ یہہ تو آنحضرت کی حدیث ہے جو فلان فلان

هكذا وكذا والاخذ بالحديث
اولى من الاخذ بقولهما اذا خالفا
وكذا يؤيد ما ذكرن في الحديث في
مسئلة صوم المحتجم ولو احتجم
فظن ان ذلك يفطر ثم اكل متعمدا
عليه القضاء والكفارة لان الظن ما
استند الى دليل شرعي الا اذا
افتاه فقيه بالفساد لان الفتوى
دليل شرعي في حقه ولو بلغه
الحديث واعتمده فكذا اللاهنة
محمد م لان قول رسول الله صلعم
لا ينزل عن قول المفتي..

راوی نے روایت کی ہے اس پر فتوے
دینا اُن اماموں کے قول پر فتوے دینے
سے بہتر ہے۔ ایسا ہی اس جواز عمل بالحدیث کا
موید ہدایہ کا وہ قول ہے جو سینگی لگوانے
کے باب مین کہا ہے کہ اگر کوئی سینگی لگوائے
پھر (اپنے ہی خیال سے) سمجھ لے کہ میرا
روزہ ٹوٹ گیا ہے پھر کچھ قصداً کھالے تو
تو اسپر روزہ کی قضا اور کفارہ لازم ہے
جیسا اس لئے کہ اسکا یہہ خیال کوئی شرعی سند
نہین رکھتا۔ مان اگر اسکو کوئی مجتہد یہہ
فتوے دے تو اس صورت مین اس پر
کفارہ نہین کیونکہ مجتہد کا فتوے اسکے لئے

ایک سند ہے۔ ایسا ہی اگر اسکو حدیث پہونچی اور وہ اسپر اعتماد کرے تو ہمارے امام محمد کے
نزدیک اسپر کفارہ نہین ہے کیونکہ آنحضرت کا قول مفتی کے قول سے کمتر نہین ہے۔

† وہ حدیث یہہ ہے افطر الحاجم والمحجوم یعنی سینگی لگانیوالے اور لگوانیوالے دونون نے روزہ افطار
کیا ہے۔ جسکا اصل مطلب یہہ ہے کہ دونونکا روزہ محل افطار اور اسکے قریب ہوگیا۔ لگانیوالے کا
اسطرح کہ سینگی لگانیسے اُسکے منہ مین لہو بھر آوے اور کچھ اُسکے اندر چلا جاوے۔ لگوانے
والے کا اسطرح کہ اُسکو ضعف دیہوشی ہوجاوے جس سے اُسکا روزہ کھلوانا پڑے۔
جو شخص اس مطلب کو نہ سمجھے اور اس حدیث کے ظاہری معنے سمجھے کہ دونون کا
روزہ ٹوٹ ہی گیا پھر سینگی لگوا کر کچھ عمداً کھالے اسپر امام ابوحنیفہ و امام محمد کفارہ
لازم نہین ٹھہراتے۔ کیونکہ اُسنے ظاہر حدیث پر عمل کیا جو عمومًا واجب العمل ہے۔

ضمیمہ اشاعۃ السنہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وفی الکافی والحمیدی انه لایکون
ادنی درجة من قول المفتی وقول
المفتی یصلح دلیلاً شرعیاً فقول
الرسول اولی وعن ابی یوسف
خلاف ذلك لان علی العامی
الاقتداء بالفقهاء لعدم الاهتداء
فی حقه الی معرفة الاحادیث
وان عرف تاویله یجب الکفارة
وفی کتاب المسافری الاتفاق
واما الجواب عن قول ابی یوسف ان
علی العامی الاقتداء بالفقهاء
فمحمول علی العامی الصرف الجاهل
الذی لا یعرف معنی الاحادیث
وتاویله لانه اشار الیه بقوله
بعدم الاهتداء الی معرفة
الاحادیث وکذا قوله وان عرف
تاویله یجب الکفارة یشیر الی ان
المراد بالعامی غیر العالم وفی
الحمیدی العامی منسوب الی العامة

(کتاب) کافی وحمیدی مین اسکا مطلب
یہہ بیان کیا ہے کہ آنحضرت کا قول قولِ
مفتی سے کم درجہ نہین ہے جب مفتی کا
قول اسکے لئے دلیل شرعی ہوا تو آنحضرت
کا قول بطریق اولے دلیل شرعی ہونا
چاہیئے - امام ابو یوسف کا اسمین اختلاف
ہے (انکے نزدیک) عامی پر فقہا کی
پیروی واجب ہے کیونکہ اسکو حدیث کی
پہچان نہین - اور اگر وہ اس حدیث
کی تاویل (جو حاشیہ صفحہ ۸ نمبر ۱ مین بیان
ہوئی ہے) جانتا ہو (پھر عمداً روزہ افطار
کرے) تو اسپر کفارہ نہین - کتاب مسافری
مین اسپر اتفاق نقل کیا ہے -

امام ابو یوسف کے قول کا جواب

یہ ہے کہ اس سے ایسا عامی مراد ہے جو
جاہل محض ہو اور حدیث کے معنے ومراد
نہ جانے اس مراد کی طرف انکے اس
قول کا اشارہ ہے کہ "اسکو حدیث کی
پہچان نہین" ایسا ہی انکا یہہ قول کہ
"اگر وہ حدیث کی تاویل جانتا ہے تو اسپر کفارہ واجب ہے" اشارہ کرتا ہے کہ عامی
سے انکے نزدیک ایسا شخص مراد ہے جو عالم نہو - (کتاب) حمیدی مین ہے کہ عامی عام کی نسبت

وهم الجهال فعلم من هذه الاشارة
ان مراد ابی یوسف الغنا عن العلم
الجاهل الذی لا یعرف معنی النص
وتاویله فیما ذکر من قول ابی حنیفة
والشافعی ومحمد ینبغی دفع قول القائل
بوجوب العمل بالروایة بخلاف
النص انتهی کلام صاحب الخزانة
وهو فی عدة تصانیف علماء
ثقات کعقد الجید والایقاظ
والدراسات وغیرها من شاء فلیرجع الیها۔

منسوب ہے جو جہلا کہلاتے ہین۔ ان اشارات
(کلام امام ابو یوسف) سے معلوم ہوتا ہے
کہ انکی مراد بھی عامی سے ایسا جاہل
آدمی ہے جو حدیث کے معنے و
مراد نہ جانے۔ پس امام ابو حنیفہ و امام
شافعی و امام محمد کے قول سے (جس سے
امام ابو یوسف کا قول بھی موافق ہو گیا ہے)
معتزض کا وہ قول کہ مقلد کو مذہبی روایت
پر عمل واجب ہے نہ حدیث مخالف مذہب
پر دفع ہوا۔

صاحب خزانۃ الروایات کا کلام تمام ہوا۔ اور یہ کلام متعدد تالیفات علماء ثقات مین
(جیسے عقد الجید حضرت شاہ ولی اللہ۔ ایقاظ ھمم اولی الابصار فلاح فی۔
دراسات اللبیب) وغیرہ مین موجود ہے۔ جو چاہے ان رسائل کو ملاحظہ کرے۔
اور صاحب ایقاظ نے کہا ہے ہمارے شیخ المشائخ محمد حیات سندھی نے فرمایا ہے کہ

قال شیخ مشائخنا محمد حیوة قال ابن الشحنة فی
نهایة النهائة وان کان ای ترک الامام
الحدیث لضعفه فی طریقه فینظر ان کان
غیر الطریق الذی ضعفه به فینبغی ان تعتبر
فان صح عمل بالحدیث ویکون ذلك مذهبه
ولا یخرج مقلده عن کونه حنفیا بالعمل به فقد صح
انه قال اذا صح الحدیث فهو مذهبی کذا قال بعض من

ابن الشحنہ نے نہایۃ النہائیت مین فرمایا ہے
اگر کسی حدیث کو امام نے ضعیف اسناد کے
سبب ترک کیا ہے تو دیکھا جاوے کہ سوا
اس سند کے اسکی کوئی اور صحیح سند بھی
ہے یا نہین اگر اسکی صحیح سند معلوم ہو تو حدیث
پر عمل کیا جاوے اور وہی امام کا مذہب
ہو گا۔ اس حدیث پر عمل کرنے سے مقلد

صنف فی هذا المقصود۔ وقال
فی البحر وان لم یسقت ولکن بلغه الخبر
وهو قوله علیه وعلی آله الصلوة والسلام
افطر الحاجم والمحجوم وقوله الغیبة
تفطر الصائم ولم یعرف النسخ ولا
تاویله فلا کفارة علیه عندهما
لان ظاهر الحدیث واجب العمل
خلافا لابی یوسف لانه قال لیس
للعامی العمل بالحدیث لعدم علمه
بالناسخ والمنسوخ قال ابن الغرفی
حاشیة الهدایة قوله ولو بلغه
الحدیث واعتمده یعنی افطر الحاجم
والمحجوم فکذلک عند محمد یعنی
انه لا کفارة علیه اذا احتجم ثم
اکل علی ظن ان الحجامة فطرته معتمدا
علی الحدیث لان قول الرسول
لا ینزل عن قول المفتی فی العبارة
مسامحة بل هو خطاء والامر اعظم من ذلک

حنفی ہونے سے باہر نہین نکلتا کیونکہ امام سے
ثابت ہو چکا ہے کہ حدیث صحیح ہو تو میرا
وہی مذہب ہے۔ بحر الرائق مین کہا ہے
کہ گر اس عامی (سینگی لگوا کر روزہ
کہول دینے والے نے) کسی مفتی سے
فتوے نہین لیا مگر اسکو یہ حدیث پہنچ گئی
کہ سینگی لگانے اور لگوانے والے دونونکا
افطار ہوا۔ یا یہ حدیث کہ غیبت روزہ کو
توڑ دیتی ہے اور اسکو اسکا منسوخ یا
مؤول ہونا معلوم نہوا تو بہی اسپر کفارہ
نہین ہے کیونکہ ظاہر حدیث واجب العمل ہے
اسمین ابو یوسف کا خلاف ہے کیونکہ
عامی کو ناسخ و منسوخ کا عمل نہین ہوتا۔
ابن الغرفی نے ہدایہ کے حاشیہ مین کہا ہے صاحب
ہدایہ کا یہ قول کہ اگر اسکو حدیث پہونچے اور
وہ اسپر اعتماد کرلے تا آخر یہ معنے رکہتا ہے
کہ اگر اس عامی کو حدیث افطر الحاجم والمحجوم
پہنچ جائے اور اسکے ظاہری معنے کے بہروسہ
پر وہ سینگی لگوا کر روزہ افطار کردے تو امام محمد کے نزدیک اسکا بہی یہی حکم ہے
کہ اسپر کفارہ نہین ہے اسلئے کہ آنحضرت کا قول مفتی کے قول سے نیچے
نہین ہے۔ اس عبارت مین کوتاہی و سستی ہے بلکہ یہہ کہنا خطا ہے۔

وعن ابی یوسف خلاف ذلک یعنی علیہ الکفارۃ وان
علی العامی الاقتداء بالفقہاء بعدم
الاقتداء فی حقہ الی معرفۃ الاحادیث
وفی تعلیلہ نظر فان المسئلۃ اذا کانت
مسئلۃ النزاع بین العلماء وقد بلغ
العامی الحدیث الذی استنبط به
احد الفریقین کیف یقال فی هذا
انه غیر معذور فان قیل هو
منسوخ فقد تقدم ان المنسوخ
ما یعارضه ومن سمع الحدیث
فعمل به وهو منسوخ فهو معذور
الی ان یبلغه الناسخ ولا یقال من
لم یسمع الناسخ فهو کمن لم یسمع
حتی تعذر علی العامی فی کثیر من
فلان وانما یقال له نظر هل هو
منسوخ او لا فان کان الحدیث قد اختلف

اور پیغمبر کی شان اس سے برتر ہے۔ اور امام ابو یوسف کا
یہ قول ضعیف ہے وہ کہتے ہیں کہ اس پر کفارہ ہے کیونکہ عامی کو
اقتدا واجب ہے کیونکہ اسکو حدیث کی
پہچان نہیں ہے۔ امام ابو یوسف کی
اس دلیل میں یہ شبہ ہے کہ جس حالت
میں اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہو
اور عامی کو وہ حدیث پہنچ چکی ہو جس
سے دو مختلف فریقوں سے ایک فریق
استدلال کرتا ہے تو پھر وہ عامی اس
مختلف فیہ مسئلہ میں اس حدیث سے تمسک
کرنے میں کیوں معذور نہیں ہے۔ اگر
کوئی کہے کہ وہ حدیث منسوخ ہے تو اسکا
جواب یہ ہے کہ پہلے ثابت ہو چکا ہے
کہ منسوخ وہ حدیث ہے جو اسکی معارض ہے
اور اگر کوئی حدیث منسوخ پر بھی عمل کرے
تو بھی وہ معذور ہے جبتک کہ اسکو ناسخ کا
علم نہ ہو۔ اور جو کوئی حدیث صحیح کو سنے اسکو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ تو اسپر عمل نکر
جبتک کہ تجھ کو فلان فلان امام کی اجتہاد رائے نہ لے لے۔ ہاں یہ کہا جاویگا کہ تو اسکا
منسوخ ہونا دیکھ لے اور جب کسی حدیث کے منسوخ ہونے میں اختلاف ہوگا

یہ جواب کیونکر مناسب ہے کہ مفتی کا قول آنحضرت کے قول سے بڑھ ہے یا یوں کہکر آپ سے بڑھکر نہیں ہے
یہ کہنا کہ آنحضرت کا قول مفتی سے بیحد و کثر نہیں ہے ایک نوع کی گستاخی و بے ادبی ہے۔

فی نسخہ کما فی ھذہ المسئلۃ فالعامل بہ
فی غایۃ العذر فان تطرق الاحتمال
الی خطاء المفتی اولی من تطرق الاحتمال
الی نسخ ما سمعہ من الحدیث الی ان
قال وایضا فالمنسوخ من السنۃ فی
غایۃ القلۃ وقد جمعہ ابن الجوزی
فی ورقات وقال افرد فیہا قدر ما صح
نسخہ او احتمل واعرض عما لا وجہ
النسخہ ولا احتمال ثم قال وقد
تدبرتہ فاذا ھی اھد وعشرون
حدیثا فاذا کان العامی یسوغ
لہ الاخذ بقول المفتی بل یجب علیہ
مع احتمال خطاء المفتی کیف لا یسوغ بہ
الاخذ بالحدیث فلو کانت سنۃ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا یجوز العمل بہا حتی یعمل بہا فلان
وفلان لکان قولہم شرطا فی العمل بہا
وھذا من ابطل الباطل ولذا قام اللہ تعالی

جیسے کہ اس حدیث افطار مین اختلاف ہے
تو اسپر عمل کرنے والے کے لئے نہایت درجہ
کا عذر ہے کیونکہ نص مفتی کے خطا کرنے کا احتمال
حدیث کے منسوخ ہونیکے احتمال سے بڑھکر +
ہے اور نیز منسوخ حدیثین نہایت کم ہین جنکو
ابن الجوزی نے چند (دو تین) ورقون +
مین جمع کر دیا اور کہا ہے کہ مینے اسمین
وہی حدیثین ذکر کی ہین جنکا نسخ ثابت
ہو چکا ہے یا اسکا احتمال ہے - نہ وہ حدیثین
جنکے منسوخ ہونے کی کوئی وجہ و احتمال
نہین ہے اور کہا ہے کہ مینے نسخ مین غور
کی تو صرف اکیس حدیثین منسوخ پائین -
اور جس حالت مین کہ مفتی کے قول پر باوجودیکہ
اسمین خطا کا احتمال بہی لگ رہا ہے عمل کرنا
جائز یا واجب ہے تو اسکو حدیث پر عمل کرنا
کیون درست نہین ہے اور اگر آنحضرت
کی سنت پر صحیح ہو جانیکے بعد بہی عمل درست
نہین ہے جبتک فلان فلان کا اسپر عمل
ثابت نہو تو اسکا قول اس حدیث پر عمل کرنیکے لئے شرط [illegible] باطل بات ہے

+ [illegible]

+ [illegible]

برسوله دون اختيار الامة اقتباط همراد لي الانصار۔	خدا تعالےٰ نے آنحضرت کو ہمارے لیے دست آویز بنایا ہے۔ نہ کسی ایک کو اس

اس امت سے۔

پہلے اقوال دوسری دلیل کے شواہد ہیں اب ہم شواہد دعوی دوم وچہارم پیش کئے جاتے ہیں مسلم الثبوت وراسکی شرح قوانح الرحموت میں ہے جو مجتہد مطلق رسیہی مسائل

غير المتجزئ المطلق وكون مسلما يلزمه تقليد المجتهد فيما لا تقدر عليه من الاجتهاد لان ذلك مبني باجتهاده بناء على الاقوى في الاجتهاد ويلزمه تقليده ظاهرا فيما يقدر عليه وفيما لا يقدر عليه بناء على القدر بالتجزي وقال ورد ان من الادلة على عدم	مین مجتہد) نہو اگرچہ عالم ہو اسکو مجتہد کی تقلید لازم ہے ان اجتہادی مسائل مین جنپر انکو اجتہاد کی قدرت نہو یعنی اپنی اجتہاد سے ان مسائل کو حل نکر سکتا ہو یہہ مسئلہ پر مبنی ہے کہ تقلید و اجتہاد مین تجزی ہے یعنے بعض مسائل مین مجتہد ہونا بعض مین مقلد رہنا درست ہے۔

ورنہ ان مجتہدوں کے شاگرد مین (خواہ وہ اسمین اجتہاد کر سکتا ہو خواہ نکر سکتا ہو) تقلید لازم ہے۔ اور تو یہی کتاب مین معلوم کر چکا ہے کہ حق وہی پہلا مسئلہ ہے کہ اجتہاد مین تجزی درست ہے۔

امام رازی کی کتاب محصول مین ہے کہ صفت اجتہاد کا ایک فن پر کا ایک مسئلہ مین

مسئلة الحق انه يجوز ان يحصل صفة الاجتهاد في فن دون فن بل في مسئلة دون مسئلة خلافا لبعضهم لنا ان لا غلب في الحادثة من الفرائض ان يكون اصلها في الفرائض دون المناسك	اور فنون اور مسائل کے سوا حاصل ہونا جائز ہے اسمین بعض لوگونکا اختلاف ہے ہمارے لئے جواز پر یہہ دلیل ہے کہ اکثر مواقع اجتہاد فرائض مین ہوتا ہے اور جو شخص ان احادیث و آیات و اجماع و قیاس سے واقف ہوگا

والاجازات فمن عرف ما ورد من
الایات والسنن والاجماع والقیاس
فی باب الفرائض وجب ان یتمکن
من الاجتہاد غایۃ ما فی الباب ان
لعلہ شذ منہ شیء لکن النادر لا
عبرۃ بہ کما ان المجتہد المطلق وان
بالغ فی الطلب فانہ یجوز ان یکون
قد شذ عنہ اشیاء (محصول امام رازی)

جو فرائض کے باب مین وارد ہین تو ضرور
ہے کہ وہ اجتہاد پر قادر ہو۔ سمین نہایت
درجہ کا یہہ سوال ہوسکتا ہے کہ ایسے
مجتہد سے بعض مسائل کا علم رہجاتا ہے
ولیکن شاذ و نادر بات کا اعتبار نہین ہوتا۔
بعض مسائل کا علم تو مجتہد مطلق رہ خواہ وہ
طلب و تحقیق مین کیسا ہے مبالغہ کرے)
سے بھی رہجاتا ہے

زرکشی کی کتاب بحر مین ہے علم دو قسم ہے ایک قسم مشترک جسکے جاننے اور

فی بحر الزرکشی لعلم نوعان نوع
مشترک فیہ معرفتہ الخاصۃ والعامۃ
ویعلم من الدین بالضرورۃ کالمتواتر
فلا یجوز فیہ التقلید لاحد کعدد
الرکعات وتعیین الصلوٰۃ وتحریم
الامہات والبنات واللواطۃ فان ہذا
مما لا یشق علی العالم معرفتہ ولا
یشتغل عن اعمالہ ونوع یختص بمعرفتہ
الخاصۃ والناس فیہ ثلثۃ اقسام
الاول العامی الصرف والجمہور علی
انہ یجب علیہ التقلید فی فروع الشریعۃ

سمجھنے مین خواص اور عوام سبھی شریک
ہوتے ہین) اور وہ دین سے بطور بداہت
معلوم ہے جیسے متواتر احکام مثلاً
رکعات نماز کی گنتی اور نماز کی اتفاقی صورت
اور ماں بیٹے کے نکاح کا حرام ہونا اور
لواطت وغیرہ جنکی پہچان عوام کے لئے
مشکل نہین اور وہ اُسکو عمل سے روک
نہین سکتی اس قسم مین کسیکو تقلید جایز نہین
ایک قسم خاص ہے جسکی پہچان خاص
لوگون کو ہوتی ہے (یعنے جو مجتہد سے
اسمین لوگ تین قسم کے ہین اول
عوام لوگ انپر جمہور علما کے نزدیک سبھی احکام شریعت مین (کسی کسی مجتہد کو)

جميعا ولا ينفع ما عندك من علم الا
بودي الى الاجتهاد۔
ومن الاستاذ الجبائي يجوز ان يقلد
تقليدا في الاجتهاديات دون ما عداها
لتقطع الحاق بقطعيات الفروع
بالاصول الثاني العالم الذي
حصل بعض العلوم المعتبرة ولم يبلغ
رتبة الاجتهاد فاختار ابن الحاجب
وغيره انه العامي المحض يجوز له
الاجتهاد وقيل لا يجوز له التقليد
ويجب عليه معرفة الحكم بطريقه
لان له صلاحية معرفة الحكم
بخلاف غيره قال وما اطلقوه
من الحاقه هنا بالعامي فيه نظر
لا سيما في اتباع المذاهب المتجزين
فانهم لم ينصبوا انفسهم لنصبة المقلدين

تقلید جائز ہے۔ اگر اتنی سمجھ جو اجتہاد
نہیں ہوتی ہو نہیں دیتی۔
استاد جبائی سے یہ منقول ہے کہ تجزی
اجتہادی فروعات میں تقلید جائز ہے
نہ ان فروعات سے جو یقینی + طریق سے
معلوم ہیں اُسنے ایسے فروعات کو
بھی اصول دین کے حکم میں شامل کیا ہے
قسم دوم وہ عالم جسکو بعض علوم حاصل
ہیں پر وہ رتبہ اجتہاد کو نہیں پہنچا ایسے
شخص کو ابن الحاجب نے تو محض عامی
قرار دیا ہے کیونکہ وہ اجتہاد سے عاجز
ہے بعض علما کا یہ قول ہے کہ وہ عامی محض
نہیں ہے اسلئے اسکو تقلید جائز نہیں بلکہ
حکم کا دلیل سے جاننا واجب ہے اسلئے
کہ اسکو دلیل سے احکام جاننے کی لیاقت
ہے ایسے شخص کو عامی کہنا محل اعتراض ہے

خصوصا اُن لوگوں کو جو مذاہب میں خوب ہیں اور انہوں نے اپنے آپکو مقلد نہیں ٹھہرایا ہے

وقد دل ابو علي وغيره لسنا مقلدين لشافعي
وكذا اشكال في الذين فقهوا بالمجتهدين اذ هم

ابھی دیکھا ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ ہم شافعی کے مقلد نہیں ایسا ہی
کہنا مجتہد کا ہے کہ جنہوں نے کہا ہے کہ مجتہد کو کسی کی تقلید نہیں

+ یقینی فروعات تو قسم اول میں داخل ہیں جسمیں عوام بھی شریک ہیں پر صرف قسم ثانی میں اسکا ذکر
کیوں ہوا اس بات میں عوام تفصیل دینے جو [illegible]

نمبر سوم جلد دوم

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اذ لا یقلد مجتہد مجتہدًا ولا یمکن ان یکون واسطۃ بینہ۔ الا انہ لیس لنا سوی حالتین قال وقال ابن المنیر والمختار انہم مجتہدون ملتزمون ان لا یحدثوا مذہبًا۔ اما کونہم مجتہدین فلان الاوصاف قائمۃ بہم واما کونہم ملتزمین ان لا یحدثوا مذہبًا فلان احداث مذہب زاید بحیث یکون لفروعہ اصول وقواعد متباینۃ لسائر قواعد المتقدمین متعذر الوجود لاستیعاب المتقدمین سایر الاسالیب نعم لا یمتنع علیہم تقلید امام فی قاعدۃ فاذا ظہر لہ صحۃ مذہب غیر امامہ فی واقعۃ لم یجز لہ ان یقلد

کیونکہ مجتہد تو کسی کی تقلید نہین کرتا اور یہہ کبہی تقلید بھی کرتے ہین اور یہہ بہی نہین ہوسکتا کہ وہ نہ مجتہد ہون نہ مقلد۔ کچہہ اور ہی ہون۔ کیونکہ (اجتہادی مسایل مین) ہماری لئے (سوای حالت اجتہاد و تقلید) کوئی تیسری حالت نہین ہی۔

اِس باب مین قول مختار یہہ ہی کہ وہ مجتہد ہین پر ایسے جنکا یہہ التزام ہے کہ نیا مذہب نکالین مجتہد تو اِسلئے ہین کہ انمین مجتہدون کی صفتین موجود ہین۔ نیا مذہب نکالنی کے التزام کی یہہ وجہ ہی کہ ایسا نیا مذہب نکالنا جسکی فروعات کے اصول و قواعد متقدمین (مجتہدین) کے قواعد سے جداگانہ ہون مشکل ہے۔ کیونکہ متقدمین نے سبہی اصول و قوانین کو پورا لیلیا ہے۔ ہان انکو یہ منع نہین ہے کہ وہ کسی قاعدہ مین کسی امام کی تقلید نکرین

+ یہہ اسلئے کہا گیا ہے کہ زرکشی کی اس کلام مین اسی قسم علم کا بیان ہے جو جولانگاہ اجتہاد ہی (دیکہو ضمیمہ نمبر ۳ ج ۲ ص ۱۵ و ۱۶) اور ضمیمہ نمبر ۱۲ جلد ۱ مین بخوبی ثابت ہو چکا ہے کہ ظواہر نصوص پر عمل کرنا نہ اجتہاد ہے نہ تقلید ہے۔

مطبع ریاض ہند امرتسر مین چہپا

امامة لكن وقوع ذلك مستبعد
لكمال نظر من قبله وقال القادري
الحنفي ما ظنه يعني العالم الغير المجتهد
اقوى فعليه تقليده فيه وقد وجدت
موافقة ابن المنير له هذا انفاغيرانه
استبعد وقوعه قال ابن امير الحاج
في التحبير بعد نقل هذا من الزركشي
وما استبعده ليس ببعيد انتهى

پس سب، اگر کسی موقع پر کسی دوسرے امام
کے مذہب کی صحت ثابت ہو تو پھر اپنے
امام کی تقلید چھوڑ دینا جائز ہے اور ایسا
بات آپ نے سن لی ہے کہ ہر مقلد پر
کسی نہ کسی امام کی تقلید لازم ہے

قادری حنفی نے کہا ہے جس مسئلہ
(قاعدہ) مذہب غیر کو وہ عالم جو اپنے مذہب میں
قوی سمجھے اس میں وہ اسکی تقلید کرے اور

تو نے اس باب میں ابن المنیر کی اس سے موافقت بھی سن لی ہے فرق صرف اتنا ہے
کہ اس نے اس امر کے وقوع کو بعید سمجھا ہے ابن امیر الحاج نے تحبیر میں زرکشی کے
اس قول کو نقل کیا ہے کہ جسکو ابن المنیر بعید سمجھتا ہے وہ بعید نہیں ہے

صاحب دراسات نے اس کلام زرکشی و ابن امیر الحاج کو نقل کیا ہے کہ زرکشی

حاصل بحث الزركشي بقوله فيه نظر
لا سيما في اتباع المذاهب الخ ان المتبحرين
من العلماء والعلم والمذهب ماخوذ من العالم
كما هو ماخوذ من اقوالهم لم ينصبوا
انفسهم نصبة المقلدين عملا وقولا
اما عملا فلبيان ترجيحهم دليل الخصم
والعمل بها بعد ترجيحهم بل بعض
العلماء تركوا تمام مذهب وقلدوا
من مذهب آخر وهذا ابو جعفر الطحاوي

کے اس قول کا (ان کو کون سی قرار دینا
محل نظر ہے) کیونکہ یہ بات تبحر علماء
کیلئے اس قول سے ہے کہ ہر مقلد
ہیں) قول و فعل سے کیونکہ مقلد ہیں فعل
سے تو اسطرح کہ وہ اپنے مذہب کے سوائے
اور مذاہب کے دلیل کو ترجیح دیتے ہیں پھر بعد
ترجیح اس مذہب صحیح کو اختیار کرتے ہیں بعض
نے تو بالکل ہی اپنا مذہب چھوڑ دیا اور مذہب
غیر کو اختیار کر لیا ہے یہ (دیکھو) ابو جعفر طحاوی

تحنف بعد شفعويته - واما قوله فلصدور
قول مثل ابي علي السابق وغيره فلو كان
حدهم اللحوق بالعوام الصرفة
بحكم الشريعة المطهرة لكان قولهم
وعملهم هذا خارجا عنها وهذا بهتان
عظيم يتوجه اليهم فلم يبق الا ان يقول
كان لهم الاجتهاد في المسائل الجزئية
والاخذ بالتي قوي عندهم دليلها
وترك غيرها لتمام الحجة عليهم
من الله سبحانه حسب طاقتهم ولانهم
لو لم يلحقوا بالمجتهدين في هذه المسائل
وليسوا بملحقين بالعوام لزمت الواسطة
بين من هو مجتهد وبين من ليس
بمجتهد وليس لنا سوى حالتين واذا
كانوا مجتهدين ولو في بعض المسائل
يحرم عليهم تقليد غيرهم فيه وهذا
هو القول بالتجزي في الاجتهاد
وعليه الجمهور وقد حكيت هذه
المسئلة في اصول ابن الحاجب
وذكر فيها جوازها وهو قول اصحاب
ابي حنيفة على ما ذكره البستي من

(امام مشہور) شافعی ہونے کے بعد حنفی
ہوگئے قول سے اسلئے کہ ابو علی وغیرہ نے
صاف کہدیا ہے کہ ہم شافعی کے مقلد نہین
ہین سو اگر انکا رتبہ شریعت کے رو سے
عوام کا سا ہوتا تو انکا یہہ قول وعمل شریعت
سے خارج ہوتا اور یہہ کہتا انپر بہتان باندہنا
ہے پس انکی نسبت بجز اسکے کچہہ نہین کہا جا سکتا
کہ ان لوگون کو مسایل جزئیہ مین اجتہاد
حاصل تہا اور ان مسایل کو جنکے دلایل انکے
نزدیک قوی ہون لے لینا اور جو ایسے
نہ ہون انکو چہوڑ دینا انکا کام تہا اور اگر
انکو ایسے مسایل مین مجتہد نہ کہا جاوے اور
عوام تو کہا جا ہی نہین سکتا تو مجتہد وغیر
مجتہد مین ایک واسطہ (یعنی تیسرا درجہ)
نکلتا ہے حالانکہ (ایسے* مسایل اجتہادیہ مین
سواے دو حالت اجتہاد وتقلید ہماری
کوئی تیسری حالت نہین ہے - اور جبکہ
وہ مجتہد ٹہرے (بعض مسایل مین ہی کیون
نہ ہون) تو انپر ان مسایل مین غیر کی تقلید
حرام ہوئی - یہہ کہنا اجتہاد وتقلید مین تجزی
کا قایل ہونا ہے جس پر جمہور علما کا اتفاق ہے

* دیکہو حاشیہ صفحہ (۱۷)

من مشايخه وهو مختار الغزالي و
نسبه السبكي وغيره الى الاكثرين
وقال انه الصحيح وقال ابن دقيق العيد
هو المختار وقال شيخ الحنفية ابن الهمام
في التحرير انه الحق واما قول العلامة
التفتازاني في الفصول البدائع والحق
عدم التجزي وهو المنقول عن ابي حنيفة
لما مر في حد الفقه ان الفقيه هو المتهيئ
للكل اعني الذي له ملكة الاستنباط
في الكل وان المقلد يجوز علمه
ببعض الاحكام عن الادلة (انتهى)
ففيه المطالبة عليه باثبات هذا
النقل عن ابي حنيفة ولو كان لما صحت
الرواية لابن امير الحاج صاحب
التحبير عن فقهاء الحنفية بقوله جواز
التجزي وهو قول اصحابنا وهو نقل
صريح عنهم من غير اخذ عن كلامهم -

یہہ مسئلہ تجزی اجتہاد اصول ابن حاجب
مین بھی مذکور ہے جسمین اسکا جواز
بیان ہوا ہے اور یہی امام ابو حنیفہ
کے اتباع کا قول ہے چنانچہ بستی نے
نقل کیا ہے اور یہی امام غزالی کا مذہب
مختار ہے اور سبکی نے اسکو اکثر علماء کیطرف
منسوب کیا ہے اور کہا ہے کہ یہی مسئلہ
صحیح ہے ابن دقیق العید نے کہا ہے
کہ یہی مختار ہے شیخ الحنفیہ ابن الہمام نے
تحریر الاصول مین کہا ہے کہ یہی حق
ہے اور جو علامہ تفتازانی نے فصول البدائع
مین کہا ہے کہ حق اجتہاد کا متجزی نہ ہونا ہے
اور یہی امام ابی حنیفہ سے منقول ہے کیونکہ
فقیہ کی تعریف انسے یہہ منقول ہو چکی ہے
کہ فقیہ وہ ہے جو سبھی احکام کے استنباط
کے لئے تیار ہو اور یہہ تعریف اس مجتہد پر
جو بعض مسایل مین تقلید کرے بعض مین
اجتہاد صادق نہین آتی - رہی یہہ بات کہ اگر وہ شخص مقلد ہے تو اسکا بعض احکام کو دلایل
سے جاننا کیا معنی رکھتا ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ مقلد کو بعض احکام کا ادلہ سے معلوم ہونا جایز
ہے اسمین علامہ سے نقل صریح کا مطالبہ ہے وہ یا انکا کوئی ہمخیال بیان کرے کہ امام ابو حنیفہ
سے کس نے یہ امر نقل کیا ہے اگر یہہ امر صحیح ہوتا تو ابن امیر حاج فقہاء سے جواز تجزی اجتہاد نقل نکرتا

کما اخذ صاحب البدایع معارض هذا
عن حد الفقه فحکم علی الماخوذ بانه
المنقول عن ابی حنیفة مع الفرق بین
الماخوذ من کلامه والمنقول من صاحبه
ولما حکم افضل المتاخرین منهم فی
التحریر بان التجزی هو الحق بالحصر
المفید لبطلان ما ینقل فی الباب
مما سواه علی ان صاحب البدائع لم یدع
نقل ذلک صریحا عن ابی حنیفة بل فهم
من تعریف المنقول عنه حیث قال
لما مر فی حد الفقه الخ وفی فهمه ذلک
نظر ظاهر فان المنتهی للکل هو الفقیه
المطلق الذی یکون صاحب مذهب
مستقل وانما التجزی یوجب جواز اجتهاده
منتهی لما یتعلق بالجزئیات التی فیها
اجتهاده فالمنتهی للکل لیس شرطا

اور نہ کہتا کہ یہی ہماری ائمہ کا قول ہے۔ یہ
ابن امیر حاج کی صریح نقل ہے نہ یہ کہ انکے
کسی قول سے یہہ بات نکالی گئی ہو جیسے صاحب
بدائع (علامہ تفتازانی) نے عدم جواز تجزی
اجتہاد فقیہ کی تعریف سے نکال لیا ہے۔
پھر یہہ کہدیا کہ یہہ امام ابو حنیفہ سے منقول
ہے حالانکہ ایک امر کا ایک شخص سے صریح
طور پر منقول ہونا اور ہے اور اسکا اسکی کلام
سے مفہوم و ماخوذ ہونا اور ہے۔ اور اگر
وہ بات امام ابو حنیفہ سے صریح طور پر منقول
ہوتی تو افضل المتاخرین (ابن الہمام)
اپنی تحریر میں یہہ نہ کہتے کہ تجزی اجتہاد
ہی حق ہے جس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ اسکا
خلاف عدم تجزی اجتہاد باطل ہے علاوہ
اسکے صاحب بدایع (علامہ تفتازانی) نے
اس بات کو امام ابو حنیفہ سے صریح طور پر منقول

ہونے کا خود دعوی نہیں کیا بلکہ ان کی کلام سے اس کے مفہوم ہونیکا دعوی کیا ہے
چنانچہ کھلتا ہے کہ یہہ اسلئے ہے کہ امام ابو حنیفہ سے مجتہد کی تعریف یہہ منقول ہے (جو
اوپر مذکور ہوئی) اور اس بات کے مفہوم ہونے میں ظاہر اعتراض ہے اسلئے کہ جو تعریف
مجتہد میں کل مسایل کے لئے تیار رہونا بیان ہوا ہے یہہ مجتہد مطلق کی تعریف ہے جو صاحب
مذہب مستقل ہو نہ بعض مسایل میں مجتہد کی جسکا صرف بعض مسایل میں جنمیں وہ اجتہاد

للمجتهد مطلقاً بل للمجتهد المطلق دون المقيد - والمجتهد المقيد بمسايل عديدة مقلد للمجتهد المطلق فيما ليس له فيه يد على الاجتهاد على ما صرحوا فتسمية من فرض كونه مجتهداً مقيداً في الحد بالمقلد في قوله وان المقلد يجوز علمه ببعض الاحكام عن الادلة لا ينفي عنه مطلق الاجتهاد بل الاجتهاد المطلق - (دراسات اللبيب)

کرتا ہے) تیار ہونا ضروری ہے۔
اس تعریف سے معلوم ہوتا ہے کہ مجتہد مطلق
(جو سبھی مسایل مین مجتہد وعلما حسب مذہب
کے لئے کل مسایل کے لئے تیار ہونا شرط
ہے نہ مجتہد مقید کے لئے جو بعض مسایل مین
اجتہاد کرتا ہے یہ مجتہد مقید بعض مسایل مین
جسمین اسکے اجتہاد کو دسترس نہ ہو
دوسرے امام کا مقلد بھی ہوتا ہے پس اسکو
ان مسایل کی نظر سے مقلد کہنا اسکے مجتہد
ہونے کو (ان مسایل مین جنمین وہ خود اجتہاد کرتا ہے) نہین مٹاتا۔

ان شواہد سے ہمارا دعوی دوم وچہارم ثابت ہوا۔ اور دعوی اول وسیوم پہلے ثابت ہو چکا ہے۔ ان چارون دعاوی کے ثبوت ودلایل سے محقق ہوا کہ اولا تو خود ہر دفعہ پر عمل کرنا اجتہاد نہین ہے اور اگر اسکو اجتہاد ہی مانا جاوے تو پھر مجتہدین کے سوائے اور علماء کے لئے اسکی ممانعت کی کوئی وجہ نہین ہے اور باتفاق جمہور علماء اجتہاد وتقلید مین تجزی جایز ہے۔ وبناء علیہ جایز اور ممکن ہے کہ ایک شخص بعض مسایل مین (جنکا وہ ماخذ اور اصل کتاب وسنت سے نہ جانتا ہو) کسی مجتہد کا مقلد ہو اور بعض مسایل مین (جنکو آیات وحدیث سے جانتا ہو) مجتہد ہو اس بیان سے (جو صفحہ ۳ نمبر ۲ سے شروع ہوا ہے) ان اقوال کا جو شواہد جواب اول کے مقابلہ مین پیش کئے گئے تھے جواب پورا ادا ہوا اور بخوبی ثابت ہوا کہ عمل بظاہر حدیث وقرآن اجتہاد نہین ہے

شاید اسپر کوئی اعتراض کرے کہ اجتہاد کا زمانہ تو گذر چکا ہے اس زمانہ مین اجتہاد (گو بعض مسایل مین ہو) کب ممکن ہے اور مسئلہ جواز تجزی اجتہاد صحیح بھی ہو تو اسوقت کے لوگون کو

اِس سے علاقہ کیا حلوے خوردن را روے باید مشہور مثل ہے -

اس کے جواب مین ہمسے پہلے علماء نے بہت بسط و تفصیل سے بحث کی ہے اور یہہ بات ثابت کر دکھائی ہے کہ پچھلے زمانہ مین پہلے زمانہ کی نسبت اجتہاد آسان ہے اور اسکے وسائل سہل موجود ہین - ہم اس مقام مین انہین اکابر کی کلام کو نقل کر دینا کافی سمجھتے ہین -

علامہ ہارون نے کتاب ناظورۃ الحق مین فرماتے ہین - اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ جو بیان

فان قيل هذا البيان ينافي ما صرحوا بان
عصر الاجتهاد قد مضى واهله قد انقرض
منذ زمان طويل وانقضى وان دليل
المقلد قول المجتهد ويجب الصلابة في
المذهب والمنتقل من مذهبه باجتهاد
وبرهان اثم يجب عليه التعزير وبدونهما
اولى - قال صاحب الخلاصة من الحنفية ان
القاضي اذا قاس مسئلة على اخرى وحكم
فظهر ان الحق بخلافه فالخصومة للمدعى عليه
[illegible] على القاضي والمدعي لان
القاضي اثم بالاجتهاد لانه ليس من
اهل الاجتهاد - والمدعي اثم باخذ المال
[illegible] في احياء العلوم
[illegible] ليس له رتبة الاجتهاد وهو حكم

جواب ہے (کہ قرآن و حدیث پر عمل کرنا جائز ہے اور یہہ فقہاء کے اقوال پر عمل کرنیسے سہل و آسان ہے) اس بیان کے مخالف ہے جو علماء نے بتصریح کہا ہے کہ اجتہاد کا زمانہ گذر چکا ہے اور اسکے لایق اشخاص ایک زمانہ دراز سے تمام ہو چکے ہین (اب) مقلد کے لئے مجتہد کا قول دلیل ہے اور اسکو اپنے مذہب پر مضبوط رہنا واجب ہے - اور مذہب سے اجتہاد اور دلیل کے سبب انتقال کرنیوالا گناہگار ہے جسپر تعزیر واجب ہے تو بلا دلیل و اجتہاد بطریق اولی گناہگار ہوگا - کتاب خلاصہ کے مولف نے کہا ہے جب قاضی کسی مسئلہ کو دوسرے مسئلہ پر قیاس کرکے کسی مقدمہ مین حکم لگا دے اور پھر ظاہر ہو کہ مذہبی روایت کی رو سے حق اسکا خلاف ہے تو مدعی علیہ کو قاضی اور مدعی دونون پر قیامت کو دعوی ہوگا قاضی پر اسلئے کہ اجتہاد کے لایق نہ تھا اور مدعی پر اسلئے کہ بیگانہ مال لینے مین گنہگار ہے

اور امام غزالی نے احیاء العلوم مین کہا ہے جسکو رتبہ اجتہاد حاصل نہ ہو (چنانچہ اس زمانہ

اهل العصر انما يفتى فيما يسئل عنه
ناقلا عن صاحب مذهبه فلو ظهر له
ضعف مذهبه لم يجز له ان يتركه
وليس له الفتوى بغيره - وما يشكل عليه
يلزمه ان يقول لعل عند صاحب
مذهبي جوابا عن هذا فاني لست مستقلا
بالاجتهاد في الشرع وقال ابو العباس
القرطبي من المالكية في شرح مسلم -
المجتهد ضربان المطلق وهو المستقل
باستنباط الاحكام من ادلتة فهذا لا شك
في انه اذا اجتهد ما جد ولكن يعسر
وجوده بل العدم في هذه الاعصار
وثانيهما المجتهد في مذهب امامه وهذا
غالب قضاة العدل في هذا الزمان
وشرط هذا ان يحقق اصول امامه
وادلته ويتنزل عليها احكامه فيما لم
يجده منصوصة في مذهب امامه واما ما
وجده منصوصا فان لم يختلف قول
امامه عمل على ذلك النص وقد كفى
مؤنته البحث والاولى به تعرف

کے لوگون کا یہی حکم ہے) وہ جب کسی مسئلہ
سے سوال کیا جاوے اپنے امام کا مذہب
نقل کردے - اسکو اپنے امام کا مذہب ضعیف
بھی معلوم ہو تو اسکو نہ چھوڑے اور اس کے
سوائے دوسرے مذہب پر فتوی نہ دے اور جو مسئلہ
اسکو مشکل (مخالف دلیل) معلوم ہو اسمین
یہہ کہے شاید اسکا کوئی جواب ہوگا مین مجتہد
مستقل نہین ہون کہ اسکو جانون قرطبی مالکی
نے شرح صحیح مسلم مین کہا ہے - مجتہد دو قسم
ہین ایک مجتہد مطلق جو دلایل سے احکام نکالنے
مین مستقل ہو - اسمین شک نہین کہ ایسا مجتہد
مستحق اجر ہے ولیکن اسکا وجود مشکل بلکہ اس
زمانہ مین معدوم ہی دوسرا مجتہد فی المذہب
جو کسی امام کے مذہب مین اجتہاد کرتا ہے
چنانچہ اکثر قاضی اس زمانہ کے ایسے ہی ہوتے
ہین اسکی شرط یہ ہی کہ یہہ اصول و دلایل امام
کو خوب جانے اور ان سے ان احکام
کو نکالے جو صریح طور پر امام کے مذہب مین نہ ہو
اور جس حکم کو صریح طور پر امام کے مذہب مین
پاوے اسمین اگر اختلاف روایت نہ ہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وجہ ذلک واما ان اختلف قول امامہ فہناک یجب علیہ البحث فی الاولی من القولین علی اصول امامہ انتہی وقد اختلف اراء المتاخرین من اصحاب الشافعی فی ان الغزالی وشیخہ ابو المعالی الجوینی والرویانی من اصحاب الوجوہ فی المذہب ام لا - مع قول الرویانی لو ضاعت نصوص الشافعی لاملیتہا من صدری ولما ادعی السیوطی علی راس المائۃ العاشرۃ قام معاصروہ ورموہ عن قوس واحد وانکروا علیہ دعواہ وکتبوا الیہ مسایل اطلق اصحابہ فیہا وجہین وطلبوا منہ الترجیح علی قواعد الاجتہاد فرد السوال من غیر جواب واعتذر بان لہ شغلا یمنعہ عن النظر فیہ فاذا ظہر نزول ہولاء وتقصیرہم عن ہذا القدر فکیف من دونہم باکثر من ذلک

تو اسکو عمل مین لاوے اور بحث کی مشقت سے نجات پاوے - اور اگر اسکی دلیل و وجہ کو جان لے تو یہہ بہتر ہے اور جس حکم مین امام کے دو مختلف قول پاوے اسمین دونون اقوال سے اولی قول کی بحث و کرید کو واجب خیال کرے متاخرین شافعیہ کا اسمین اختلاف ہے کہ امام غزالی اور انکا اوستاد ابو المعالی (امام جوینی) اور رویانی شافعی مذہب ہین مجتہد محتمل قول امام کے وجوہات بیان کرنیوالے ہین یا نہین - باوجودیکہ رویانی نے یہہ کہہ رکہا ہے کہ اگر امام شافعی کے سبہی اقوال جاتے رہین تو مین انکو اپنی یاد سے لکہدون اور جب امام سیوطی نے دسوین صدی کے سرے پر مجتہد ہونیکا دعوی کیا تو اسکے ہمعصر مقابلہ کو کھڑے ہو گئے اور اسکو ایک کمان کا نشانہ بنایا اور اسکے دعوی کو نمانا اور انکی طرف کئی مسایل جو شافعی مذہب مین دو طرح پر بیان کئے گئے تہے لکہکر بہیجے اور بقواعد اجتہاد کسی ایک وجہ ترجیح کے خواستگار ہوئے امام سیوطی نے ان مسایل کو واپس کیا اور کسی شغل کے بہانہ سے اسکے دیکہنے سے عذر کیا - جب ایسے لوگون کا اس رتبہ سے نیچے ہونا اور قاصر رہنا ظاہر ہوا تو پہر انسے نیچے والونکا کیا حال

مطبع ریاض ہند امرتسر مین چہپا

قلت الادلة الدالة على وجوب التمسك بالكتاب والسنة والاجماع والقياس عامة لما تفيده من الحكم من غير تخصيص بشخص دون شخص وعصر دون عصر ولا يجوز العدول عن مقتضاها الا لضرورة العجز مقدرا بقدرها ولذلك صرح غير واحد من العلماء ان الاجتهاد فرض دائم وحق قائم الى قيام الساعة وانقراض هذه النشاءة ودعوى انقراض عصر الاجتهاد وانقضاء اهله تقول لا دليل عليه قال محمد بن عبد الكريم الشهرستاني في كتاب الملل والنحل النصوص متناهية والوقائع غير متناهية - وما لا يتناهى لا ينضبط بما يتناهى فالاجتهاد والقياس واجب الاعتبار حتى يكون بعد كل حادثة اجتهاد - وكلام الغزالي على سبيل الالزام على معاصريه في خوضهم على المناظرات طلبا للجاه والمال - وقد صرح صاحبه احمد بن علي بن برهان بان العامي

(اسکے جواب مین) مین (مولف ناظورہ) کہتا ہون کہ قرآن وحدیث وغیرہ دلایل شرعیہ سے تمسک کرنیکی دلایل ہر ایک کو اس تمسک کی اجازت دیتی ہین کسی شخص اور کسی زمانہ کو اس سے خاص نہین کرتے ان دلایل کے مقتضا سے عدول کرنا بجز حالت ضرورت جسکی حد زمانہ ناواقفی ہے جائز نہین اسی نظر سے بہت سے علماء نے صاف کہا ہے کہ اجتہاد دائمی فرض ہے اور قیامت تک رہنے والا ہے اور یہہ دعوی کہ اجتہاد کا زمانہ گذر چکا ہے اور اسکے لایق اشخاص تمام ہوئے محض بناوٹ ہے جس پر کوئی دلیل نہین - محمد بن عبد الکریم شہرستانی نے کتاب ملل ونحل مین کہا ہے کہ آیات واحادیث محدود ہین اور احکام کے موقع غیر محدود اور محدود سے غیر محدود کا انضباط مشکل ہے - اسلئے اجتہاد کا اعتبار ضروری ہوا تاکہ ہر ایک موقع پر اجتہاد کام آوے - اور جو امام غزالی نے اس اجتہاد کو اپنے زمانہ سے بتایا ہے یہہ ان لوگون کے الزام کے لئے تہا جو انکے وقت دنیا ومال کے لئے جہگڑے کرتے تہے انکے

لا يلزمه التقليد بمذهب ورجحه النووي وكلام القرطبي في المجتهد المطلق كاصحاب المذاهب المتبوعة وكلام الخلاصة محمول عليه ولا يدل كلامهم قط على امتناع وجوده بل على عدم وجدانه في تلك الازمنة ومبني على الاستقراء الناقص فحسب وما يدريهم باحوال البلدان النائية والازمان الاتية -

ولعل الله يحدث بعد ذلك امرا - ولا يلزم من عدم كون الغزالي والجويني والروياني والسيوطي مجتهدين ان لا يكون مجتهد غيرهم لو سلم انهم لم يبلغوا رتبة الاجتهاد وقد قال ابن الرفعة لا يختلف اثنان في ان ابن عبد السلام وابن دقيق العيد بلغا رتبة الاجتهاد انتهى وابن عبد السلام من رجال المائة السابعة وابن دقيق العيد مات سنة اثنين وسبع مائة وابن الهمام ليس شاءه

شاگرد احمد بن علی نے صاف کہا ہے کہ عامی کو کسی مذہب کی تقلید لازم نہین ہے اور اسی کو امام نووی نے ترجیح دی ہے اور جو قرطبی نے کہا ہے وہ مجتہد مطلق کی نسبت ہے اور خلاصہ کا قول بہی اسی پر محمول ہے -

اور انکی کلام مین وجود مجتہد کا محال ہونا ہرگز نہین پایا گیا ہان اس زمانہ مین مجتہد کا موجود نہونا انکی کلام مین پایا جاتا ہے جو انکے نقصان تلاش پر مبنی ہے انکو دور دراز کے شہرون اور آیندہ زمانون کا حال کیا معلوم ہے - شاید خدا انکے بعد کوئی اور امر پیدا کرے - اور غزالی و جوینی و رویانی و سیوطی کے مجتہد نہونے سے (اگر اسکو مان بہی لیا جاوے) یہہ لازم نہین آتا کہ انکے سواے اور کوئی مجتہد نہو -

ابن الرفعہ نے کہا ہے اس بات مین دو شخصونکا بہی اختلاف نہین ہے کہ ابن عبد السلام اور ابن دقیق العید رتبہ اجتہاد کو پہنچ چکے ہین ابن عبد السلام ساتوین صدی کا آدمی ہے اور ابن دقیق العید سات سو دو ۷۰۲ھ مین فوت ہوا اور ابن الہمام کی راے انسے کچہہ کم نہین ہے -

بدون شائهما بل هو احق بذلك منهما
ومعنى قولهم دليل المقلد قول المجتهد
ان العاجز عن فقه الدليل الشرعي المضطر
الى التقليد ليس عنده دليل يرجح الفعل
على الترك او بالعكس سوى قول
المجتهد الذي يقلده وينتحل رايه وليس
معناه ان غير المجتهد يجب عليه تقليد
غيره ولا يجوز له التمسك بالادلة وقد
عرفت انه ليس من ضرورة ان لا يكون
الرجل مجتهدا ان يكون مقلدا —
وما نقل بعضهم في كتاب تحرير الاصول
من انه انعقد الاجماع على عدم العمل بمذهب
مخالف للائمة الاربعة لا يصح اصلا فان
المذكور في التحرير ما نقله عن الكتاب
البرهان لابي المعالي الجويني ان اجماع
المحققين على منع العوام من اعيان تقليد
الصحابة بل عليهم اتباع الذين سبروا
ووضعوا ودونوا — ثم قال وعلى هذا
ما ذكره بعض المتاخرين يعني ابن الصلاح
منع تقليد غير الاربعة لانضباط مذاهبهم
وتقييد مسائلهم وتخصيص

وہ ان دونون سے مجتہد ہونیکے لئے زیادہ
لایق ہے اور جو اونہون نے کہا ہے مقلد
کے لئے قول مجتہد دلیل ہے اسکے معنی یہ ہین
کہ جب کوئی دلیل شرعی سے عاجز ہو کر تقلید
ہی کرنیکو لاچار ہوا اسکے لئے بجز قول مجتہد جسکے
وہ تقلید کرتا ہے اور اسکی راے لیتا ہے اور
کوئی دلیل نہین ہے اور اسکے معنی یہ نہین
کہ جو مجتہد نہو اسکو غیر کی تقلید واجب ہے اور
دلایل سے تمسک ناجایز — اور یہہ تم پہلے جان
چکے ہو کہ جو مجتہد نہو اسکے لئے ضرور نہین ہے
کہ وہ مقلد ہی ہو جاوے —
اور جو بعض لوگون نے تحریر ابن الہمام سے
نقل کیا ہے کہ چارون مذہب کے مخالف عمل نکرنے
پر اجماع ہو چکا ہے یہ ہرگز صحیح نہین ہے
تحریر مین تو صرف اس قدر ہے جو اس نے کتاب
برہان سے نقل کیا ہے کہ محققون کا اسپر
اجماع ہے کہ عوام لوگ صحابہ کی تقلید نکیا کرین
ان پر ان لوگون کا اتباع واجب ہے جنہون نے
خوض کر کے مسایل کو بنایا اور کتابون مین جمع
کیا پھر کہا اسی بنا پر ابن الصلاح نے مذاہب
اربعہ کے سوائے اور مذاہب کی تقلید سے منع کیا ہے

عمومها ولم يدر مثلها في غيرهم لانقراض اتباعهم انتهى۔

قال ابن امير الحاج في شرحه وحاصل هذا انه امتنع تقليد غير هؤلاء لتعذر نقل مذهبهم وعدم ثبوت حق لثبوت لا لانه لا يتقلد غيرهم ومن ثم قال الشيخ عز الدين بن عبد السلام لا خلاف بين القولين في الحقيقة بل ان تحقق ثبوت مذهب عن واحد منهم جاز تقليده وفاقا والا فلا وقال ايضا اذا صح عن بعض الصحابة مذهب في حكم من الاحكام لم يجز مخالفته الا بدليل اوضح من دليله انتهى۔

فانظر الى هذا الناقل كيف افترى بهتانا عظيما واثما مبينا وقال انعقد الاجماع۔ وحمله على الاجماع الشرعي احد الائمة الاربعة وتعصب على الحق ثم نسبه الى ابن الهمام وانما هو نقل عن غيره اتفاق من وصفه

کیونکہ صرف انکے مذہب میں انضباط پایا جاتا ہے اور مسایل کا عام ہونا اور خاص ہونا اور بلا قید و مقید ہونا سب بیان ہو چکا ہے جسکی نظیر اور مذاہب مین پائی نہین جاتی کیونکہ انکے اتباع و انصار گذر چکی ہین۔

ابن امیر حاج نے شرح تحریر مین کہا ہے کہ اسکا حاصل یہہ ہے کہ غیر مذاہب کی تقلید اسلئے منع ہے کہ انکے مذہب کی ٹہیک ٹہیک نقل نہین ملتی نہ یہ کہ انکے سواے کسی اور کی تقلید جایز ہی نہین ہے۔ اسی لیے شیخ عز الدین بن عبد السلام نے فرمایا ہے کہ ان دونون اقوال مین درحقیقت اختلاف نہین ہے بلکہ اگر اور اماموں مین سے کسی کا مذہب بتحقیق ثابت ہو تو اسکی تقلید بھی بالاتفاق جایز ہے اگر ثابت نہ ہو تو نہین اور یہہ بھی شیخ نے کہا ہے کہ جب بعض صحابہ کا کسی حکم مین کوئی مذہب ثابت ہو تو اسکی مخالفت بھی جایز نہین ہے مگر ایسی دلیل کے لحاظ سے جو اس مذہب کی دلیل سے واضح ہو کلام شیخ تمام ہوا۔

پس تم دیکھو اس ناقل مضمون تحریر نے کیسا بہتان باندھا اور کہدیا کہ ایمہ اربعہ کے مذہب کے سواے اور مذاہب کی تقلید ناجایز ہونے پر اجماع ہو گیا ہے اور اس اجماع کو اجماع شرعی بتایا پہر اثبات کو

ذلك الغير بالتحقيق والله اعلم به
وقد اعترض عليه بان ذلك لا يوجب
تقليد الاربعة فحسب بل من حداهم
حدوهم وان لم يكن اكثر ولا يجب
اتباعهم - والحق انه لا يصح التمسك
اصلا لما من من الادلة وتصريحات
الائمة وكيف يصح هذه الدعوى
وانى وقع هذا الاجماع بل الاجماع على
خلافه وقد صرح ابن الهمام نفسه
فى فتح القدير وغيره ما بينا فيه
قال فى فتح القدير الدليل على وجوب
اتباع المجتهد المعين بالتزامه نفسه
ذلك بل الدليل اقتضى العمل
بقول مجتهد فيما احتاج اليه لقوله
تعالى فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم
لا تعلمون - والسوال انما يتحقق عند
الحادثة المعينة وحينئذ اذا ثبت
عنده قول المجتهد وجب العمل به
والغالب ان مثل هذه يعنى منع
الانتقال الزامات منهم لكف الناس من تتبع

ابن الہمام کیطرف نسبت کیا اور درحقیقت
ابن الہمام نے دوسرے شخص سے عوام کے لئے
مذاہب صحابہ پر عمل کرنیکے ممانعت پر خاص
اُن لوگونکا اتفاق جسکو وہ محقق قرار دیتا ہے
نقل کیا ہے پھر اسپر اعتراض کیا ہے کہ اس
اتفاق سے چار اماموں کی خصوصیت تقلید
ثابت نہیں ہوتی - کیونکہ اُن کے سوائے
اور اماموں نے بھی حوض و تصنیف کی ہے
گو کثرت سے نہو اور حق یہ ہے کہ یہ نقل کسیوجہ
سے صحیح نہیں ہے اور یہ دعوی کیونکر صحیح
ہو سکتا ہے اور یہ اجماع کہاں ہے اجماع تو
اسکے خلاف پر ہے ابن الہمام نے خود فتح القدیر
میں اسکا خلاف بتصریح کہا ہے کہ مجتہد میں
کی تقلید کے واجب ہونے پر کوئی دلیل
نہیں دلیل یہی چاہتی ہے کہ کسی مجتہد کی تقلید
بوقت حاجت کرلے چنانچہ اس آیت میں ہے
پوچھو اہل ذکر سے اگر تم نہ جانتے ہو - اور یہ
سوال کسی خاص موقع پر پایا جاتا ہے اور اسوقت
جب سایل کو کسی مجتہد کا قول ثابت ہو اسپر اسکو
عمل لازم ہے غالبا یہ جو لوگون نے کہا ہے

کہ ایک مذہب سے دوسرے کیطرف انتقال منع ہے یہ لوگون کو رخصتون اور آسان باتون

ہمکو اس آیت کی اس تفسیر میں کلام ہے جو ہم ضمیمہ اخبار سفیر ہند بمبئی مطبوعہ ۱۸۷۸ء میں لکھ چکے ہیں -

واخذ العامی فی کل مسئلة بقول مجتهد
اخف علیه۔
وانا لا ادری ما یمنع من هذا من
النقل والعقل فکون الانسان یتبع
ما هو اخف علی نفسه من قول مجتهد
مسوغ له الاجتهاد ما علمت من الشرع
زمه علیه وکان صلی الله علیه وسلم
یحب ما خفف علی امته اه قال
القرافی انعقد الاجماع علی ان من اسلم
فله ان یقلد من شاء من العلماء
بغیر حجر واجمع الصحابة رض ان من
استفتی ابا بکر وعمر وقلدهما فله
ان یستفتی ابا هریرة ومعاذ بن جبل
وغیرهما ویعمل بقولهم من غیر نکیر
فمن ادعی برغم هذین الاجماعین
فعلیه البیان او الدلیل هذا کلامه
وقد ضبط وسبر مذهب جماعة
من الائمة سوی الاربعة ولهم اصحاب
ینتحلونه واتباع یعملون به الی الان نعرف
اسماءهم واسماء من تبعهم منهم
عبد الله بن عباس رضی الله عنه

کے تلاش کرنیسے روکنے کیلئے کہا ہے
مگر مین (ابن الہمام) نہین جانتا کہ اس سے
عقل یا شرع کی طرف سے کونسا مانع ہے
بلکہ انسان کا آسان بات کی تابع ہونا
شرع کے رو سے منع نہین ہے۔ اور
آنحضرت صلعم اپنے امت کے لئے تخفیف
کو دوست رکھتے۔ قرافی نے کہا ہے
اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ جو اسلام لاوے
وہ جس عالم کی چاہے بلا روک تقلید
کرے اور صحابہ کا اسپر اجماع تہا کہ جو ابو بکر رض
وعمر رضی اللہ عنہ سے مسایل پوچھے اور ان کی
تقلید کرے وہی ابو ہریرہ رض ومعاذ بن جبل رض
وغیرہ سے مسایل پوچھے اور بلا انکار انکے
اقوال پر عمل کرے۔ پس جو ان دونون اجماعون
کے اٹہلانیکا مدعی ہو اسپر دلیل یا بیان
لازم ہے
اور ضبط وخوض جو آئمہ اربعہ کے مذاہب
مین تبا یا گیا ہے اور امامون کے مذاہب
مین بہی پایا جاتا ہے انکے اتباع بہی موجود
ہین جو انکے اے لیتے ہین اور اسپر عمل
کرتے ہین پہر ان امامون کا اور انکی اتباع کا

وسفيان الثوري - وابي ثور وداود
بن علي الظاهري ومحمد بن جرير الطبري
وابي بكر محمد بن خزيمة وتقي بن مخلد
القرطبي واسحق بن راهويه تركنا
التفصيل مخافة السامة والتطويل
ثم قال فكيف يصح دعوى هذا الاجماع
ومعنى وجوب الصلابة في المذهب
وجوب الثبات على الطريقة الثابتة
عن النبي صلعم والصحابة والتابعين
ومن بعدهم من ايمة الدين والسلف
الصالحين على ما بيناه - لا التقليد
بفتوى فقيه واحد والتعصب له
على صاحبه من غير قيام دليل
يوجب ذلك ومن يتعصب لواحد من
الايمة دون البواقي ويرى ان قوله
هو الصواب ويجب اتباعه ورد غيره
وان ظهرت قوته ونهضت حجته فهو
ضال جاهل بمنزلة من يتعصب
لواحد من الصحابة كالروافض والخوارج
والنواصب وغيرهم من اهل البدع والاهواء
وقال الرافعي وغيره لا واجب الا ما اوجبه الله

علامہ ہارون نے نام لیا ہے ازانجملہ عبداللہ
بن عباس اور سفیان و ابو ثور و محمد بن جریر
طبری و ابن خزیمہ و قرطبی و اسحاق بن
راہویہ۔ ہمنے ان لوگون کی تفصیل حال کو
خوف تطویل و ملالت ناظرین سے ترک
کردیا ہے۔ علامہ ہارون نے کہا ہے
کہ ایسی حالت مین انکا دعوی اجماع کیونکر
صحیح ہے اور مذہب پر ثابت رہنے کے
معنی یہ ہین جو آنحضرت و اصحاب و تابعین
اور انکے پچھلے آیمہ دین اور سلف صالحین
سے ثابت ہوا اسپر قایم رہے نہ یہ کہ کسی
ایک فقیہ کے فتوی سے قید ہو رہے اور
اسکے لئے بلا دلیل تعصب کرے جو کوئی ایسا
تعصب کسی ایک امام کی پیروی مین کرے
اور اسی کے قول کو صواب اور اسکے اتباع
کو واجب جانے اگرچہ اسکے خلاف کی
قوت معلوم ہو وہ گمراہ اور جاہل ہے
جیسے وہ شخص جو کسی ایک صحابی کے اتباع
مین تعصب کرتا ہے جیسے روافض اور خوارج
اور نواصب کا حال ہے امام رافعی نے کہا ہے واجب
وہی ہے جو خدا اور رسول نے واجب کیا ہو۔

باقی آیندہ

ضلة
شرح التحرير وقد انطوت القرون الفا
على عدم القول بذلك بل لا يصح للعامي
مذهب ولو تمذهب به لعدم تأهله
وليس له نظر وبصيرة بالمذهب على حسنه
فتاوى امامه واقواله ودعوى
حنفي او شافعي كقوله اذا افتيه او حكم
ن يصح الانتساب بالدعوى المجردة
من الحجة والقول الفارغ من المعنى من
هذا وامثاله ... كيف يتخيل
ذلك وكثيرا ما تختلف الائمة في
ن قال بوجوب اتباع واحد معين
واختلفوا
وحملة واحدة تستهد طلب
قال لرجل اتبع ابا حنيفة
او مالكا او الشافعي او احمد
ذلك التخيير او التبعيض او التلفيق وفي
اباح الناس للعلماء على التوزيع ليس

اور نہ اور رسول نے کسی پر واجب نہیں کیا
کہ عامیوں میں سے کسی پر کسی کی تقلید کو
متعین کرے۔ اور نہ ان کے اقوال کو دلیل
ٹھہرائے جس طرح کہ ان پر کسی
حاکم اور مفتی کو جو حکم و فتوی میں کسی کی
تقلید لازم نہیں۔ ابن امیر حاج نے کہا
کہ مفتوں نہ کہا ہو اسی پر گذرے ہیں بلکہ
عامی کا کوئی مذہب اختیار کرنا بھی کہیں (تو)
صحیح نہیں ہے اور نہ کوئی مذہب کی نظر و
بصیرت نہ امام کے اقوال و فتووں کی خوب
اسکا یہ دعوی کہ میں حنفی ہوں یا شافعی
ایسا ہے کہ میں مجتہد یا نحوی ہوں صرف دعوے
سے کسی مذہب کیطرف منسوب ہونا کیونکر صحیح
ہو سکتا ہے۔ یہ ابن امیر الحاج کا کلام
ہے اور عامی کے لئے کسی مذہب کا لازم
ہونا کیونکر صحیح خیال کیا جا سکتا ہے جب کہ
میں یہ مشہور بات کا اتفاق امت دلیل قطعی
اور [illegible] اس کے خلاف پر [illegible]
ہے کہ اگر ایک امام کے [illegible] تو
لوگوں کو تنگی ہوتی ہے اور کیونکر [illegible]
اور لوگوں کو علماء کے پیروی تقسیم کے ساتھ

من التخفيف والتوسيع وانما يحصل التوسع
بجواز اتباع كل لكل في المسئلة الخلافية
التي سوغ فيه الخلاف - قال ابو يزيد
البسطامي اختلاف العلماء رحمة الا في
تجريد التوحيد ذكره القشيري في رسالته -
وقال الشيخ محي الدين رح في الفتوحات
وبحمد الله جعل ذلك رحمة لنا لولا ان
الفقهاء حجرت هذه الرحمة على العامة
بالزامهم مذهب شخص لم يعينه الله ورسوله
ولا دل عليه كتاب ولا سنة صحيحة ولا ضعيفة
ومنعوا ان يطلب رخصة في مذهب عالم
آخر اقتضاه اجتهاده وشددوا في ذلك
ثم قال والذي وسعه الشرع لهذه الامة
بتقرير حكم المجتهدين ضيقه عوام الفقهاء
بربط الرجل بمذهب خاص لا يعدل عنه
الى غيره والحجر عليه ما لم يحجر الشرع واما
الائمة مثل ابي حنيفة ومالك واحمد بن حنبل
والشافعي رحمهم الله تعالى فحاشاهم
عن ذلك ما فعله واحد منهم قط ولا نقل
عنهم انهم قالوا لاحد اقتصر علينا وقلدني
فيما افتيت به بل المنقول عنهم خلاف هذا انتهى -

کہ یہہ فلانے کا پیرو ہے اور یہ فلانے کا ہے
تخفیف وسہولت نہین رکہتے - سہولت تو اسمین
ہے کہ ہر کسیکو ہر کسی کی پیروی (اون مسایل
مین جنمین اختلاف علماء جایز ہے) جایز ہو -
ابو یزید بسطامی نے فرمایا ہے علماء کا اختلاف رحمت
ہے (بجز مسئلہ توحید کو خالص کرنیکی) اسکو امام
قشیری نے نقل کیا ہے شیخ محی الدین بن عربی نے
فتوحات مین کہا ہے خدا کا شکر ہے کہ یہہ اختلاف
علماء ہمارے لیئے رحمت ہوا اگر اس رحمت کو فقہا ایک
شخص کی پیروی (جسکو خدا نے مقرر نہین کیا)
لازم ٹہرا کر اور لوگون کو شرعی رخصتون کی پیروی
سے مانع ہوکر بند نہ کردین - پہر فرمایا جس امر کو شرع
نے فراغ کیا ہے فقہا نے اوسکو ایک مذہب کی قید
اور اس روک لگانیسے (جو شرع نے ان پر نہین لگائے)
بند کر دیا ہے - امامون ابو حنیفہ ومالک واحمد و
شافعی نے یہہ کام ہرگز نہین کیا اون سے کہین
منقول نہین ہے کہ اونہون نے کسیکو کہا ہو
کہ ہمارے ہی قول کے پابند رہو اور نہ یہہ کہا ہے
کہ ہر بات مین جو ہم فتوی دین ہماری تقلید کرلو
اون سے تو اس کا خلاف منقول ہے ابن العربی
کتاب تنبیہات مین کہا ہے جو ایک امام کے لیئے

قال ابن العز في التنبيهات على مشكلات الهداية من يتعصب لواحد معين غير الرسول ويبني أن قوله هو الصواب الذي يجب اتباعه دون غيره فهو جاهل بل كافر يستتاب فان تاب والا قتل لجعله بمنزلة نبي بعصي هذا كلامه وبالجملة لا يكون ان يوجد دليل يوجب على احد بن محمد اتباع ابي حنيفة رح وعلى احمد بن عمر اتباع الشافعي رح ثم العمل بمقتضى الادلة الشرعية والتمسك بالاصول الاربعة والاخذ بها ليس من الانتقال في شيء ولا يسلم وفرض كون التشديدات المذكورات في كتب المتاخرين في حق المنتقل من مذهب الى اخر صحيحة فعلها من ينتقل انتقالا كليا من غير برهان يدعوه اليه او اعتقاد رجحان غير عليه بل بمجرد التشهوات وعدم المبالات او لنباء في النفس وقصور الطبع كما قيل في حق ابن الدهان النحوي انه كان حنبليا المذهب فانتقل الى مذهب الشافعي لما ان ضاق عليه الرزق ببغداد

تعصب کرے اور یہ سمجھے کہ اسیکا قول حق ہے اور اسیکا اتباع واجب ہے وہ جاہل ہے بلکہ کافر اس سے توبہ لیجاے وہ توبہ نہ کرے تو قتل کیا جاے کیونکہ اوس نے اس امام کو پیغمبر کی جگہہ ٹہرایا ہے یہ ابن العز کا کلام ہے حاصل بحث کا یہ کہ ایسی دلیل کا جو احمد پر ابو حنیفہ کی پیروی کو واجب کرے اور محمود پر شافعی کی پیروی کو واجب کرے کہین وجود نہین ہے۔ پھر یہ بھی جاننا چاہئے کہ دلایل شرعیہ کتاب وسنت وغیرہ پر عمل کرنا انتقال مذہبی کے قسم سے نہین اور اگر ہم ان سخنیون کو جو انتقال مذہبی پر فقہاء متاخرین کی کتابون مین پائے جاتے ہین واجبی مان لین تو بھی انکا محل وہ لوگ ہین جو کسی مذہب کو بالکل بلا دلیل چھوڑ دین اور محض سستی اور بے پرواہی وہوائی نفس سے یہ کام کرین جیسا کہ ابن الدہان نحوی سے وقوع مین آیا ہے کہ وہ حنبلی تہا پھر شافعی مذہب کیطرف انتقال کیا پھر حنفی ہو گیا جب خلیفہ وقت نے اپنے

ابن العز کا یہ حکم قتل تکفیر تشدد ہے۔ ہمکو اس سے اتفاق نہین ہے ہمارے نزدیک ایسا تعصب کفر عملی واجتہادی ہے نہ کہ اعتقادی وہ بادی جو خروج ملت کا سبب ہوتا ہے جبتک قطعی قرائن سے ثابت نہو کہ وہ متعصب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول نہین جانتا یا اس امام کو رسالت مین آنحضرت کا

انتقل الى مذهب الشافعي ثم تحول
حنفيا حين طلب الخليفة نحويا يعلم
ولده النحو ثم اذا تحول شافعيا حين شغرت
وظيفة تدريس النحو بالنظامية لما شرط
صاحبها ان لا ينزل فيها الا الشافعي -
الى ان سرد اسماء من انتقل من مذهب الى
مذهب من الائمة الكبار من غير ذم احد
ولا انكار بنحو ما فصلناه في الضميمة الثالثة
من المجلد الاول من اشاعة السنة فلا نحب
الاعادة والتكرار - ثم قال
فان قيل قد ذكروا ان الكتب الخمسة التي
هي اصول المذهب كالاخبار المتواترة او المشهورة
وان المتون كالنصوص وما سواها كاخبار
الاحاد فكيف يكون الامر على ما ذكرت
قلت تلك كلمة حق وانت تريد بها معنى
باطلا وذلك لان كون الكتب الخمسة كالاخبار
المتواترة او المشهورة في كونها ثابتة عن محمد بن الحسن

بیٹے کی تعلیم کے لئے نحوی استاذ چاہا پہر شافعی
ہوگیا جب مدرسہ نظامیہ مین نحوی مدرس کا عہدہ
خالی ہوا جسمین بانی مدرسہ کے یہہ شرط تہی کہ اسمین
بجز شافعی مدرس کے کوئی نہ رکہا جاویگا -
پہر علامہ ہارون نے اون امامون کو بتفصیل بیان کیا
جنہون نے ایک مذہب سے دوسرے مذہب
طرف انتقال کیا اور انپر کسیکا انکار نہ ہوا - اس
تفصیل کے مطابق جسکا بیان ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر
جلد ا مین ہوچکا ہے -
اس کے بعد کہا اگر کوئی اعتراض کرے کہ علماء نے کہا ہے
کہ پانچ کتابین تصانیف امام محمد بن حسن جو اصول
مذہب (حنفی) کہلاتے ہین متواتر یا مشہور حدیثون
کی مانند ہین اور متن کتب فقہ آیات قرآنی کی مانند
ہین اور اسکے سوای اور روایات اخبار احاد کی مثل
ہین پہر جو تمنے کہا ہے کہ مسلمان کسی ایک امام
کا مقلد نہ ہو رہے کچہہ اپنا اجتہاد بہی کرے کیونکر
صحیح ہو سکتا ہے تو اس کے جواب مین کہونگا کہ علماء

شریک سمجہتا ہے اور یہہ امر اس کلمہ کو (جو منافق نہو) کی نسبت تجویز نہین کیا جا سکتا اور حکم
قتل تو کفر اعتقادی و عنادی پر بہی مطلقاً لگایا نہین جا سکتا جبتک کہ وہ شروط متحقق نہون جو
کفر قتل کفار کے لئے شرع مین مقرر ہین جنکی تفصیل ہمارے رسالہ الاقتصاد فی مسائل الجہاد
مین ہے اور ان کا خلاصہ اشاعۃ السنہ نمبر (۶) جلد (۲) وغیرہ مین مذکور ہے -

حجة الله بالتواتر والشهرة مثل الصحاح
النابئة عن محمد رسول الله صلى الله تعالى
عليه وسلم كذلك لا في كونها حقا البتة
ثابتة في نفس الامر معصوما مرادة منه
ليس من الكذب والخطاء في شيء بحيث
يجب على كل احد
يجب على كل احد العمل بما فيها وجوبا
يجب العمل بالكتاب والسنة المتواترة
وانما كان وضع المتون لجمع اقوال اصحاب
المذهب وحفظها دون غيرها فلهذا كثر
فيها بمنزلة صريح المذهب الى ابي حنيفة
مثلا بقوله قال ابو حنيفة رحمه الله -
ثم هذا الاعتماد انما هو على المتون التي
سنصف لها فيما سيتلى عليك واما
المتون المحدثة في القرون المتاخرة فما لها
يلزم من ذلك لكون اصحابها غير ثقة مع

یہ قول توحق ہے پر غرض نے اس سے مسند معنے
مراد لے ہین ان پانچ کتابون کا متواتر یا مشہور
حدیثون کی مانند ہونا سو غلط کر ہے کہ وہ ماثورہ
ہن حد تواتر یا شہرت تک منقول ہین جیسے کہ احادیث
صحیحہ متواترہ۔ اس حد تواتر منقول ہین
اس معنی کر کہ جو کچھ ان کتابون مین ہے وہ
حق ہے اور نفس الامر مین ثابت ہے اور کذب و خطا
سے محفوظ ہے اور ہمین کسیکو شک کرنیکی مجال
نہین ہے اور ہر کسیکو انکا ماننا اور ان پر عمل کرنا
واجب ہی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث
پر عمل واجب ہے اور کتب فقہ کی متون آیات و
احادیث کی مثل ہونیکی یہہ معنی نہین ہین کہ وہ
قوت ثبوت اور قطعیت صحت مین قرآن و حدیث
کی مثل ہین تاکہ ان پر عمل و تمسک ہر ایک پر واجب
ہو اور ان سے اعراض گمراہی ہو۔ بلکہ معنی اسکے
یہہ ہین کہ جو اقوال صاحب مذہب ان مین مذکور
ہین وہ صاف طور پر صاحب مذہب ہی سے منقول
ہین چنانچہ متن بنانیسے یہی غرض ہوتی ہے
کہ اس مذہب کی بانی کے اقوال اسمین جمع کیے
جاوین ۔ ۔ ۔ پھر یہہ اعتماد علماء کا ان متون
پر ہے نہ کہ وہ آیندہ بیان کرین گے یہہ وہ متن

ما يختلسون فيها من اقوال الشروح والفتاوى
وغيرها۔
ثم ذكر بعض الامثلة لذلك وذكر اقوال
العلماء في تقديم العمل بالنصوص على
الآراء ثم قال واما حال الكتب المصنفة
في الفقه والفتاوى وغيرها فهو على جملة
اتفقت كلمة المتقدمين والمتاخرين
عليها وان اختلفت عباراتهم فيها
اما الاولون فعباراتهم لا يصح عزو ما
في النوادر الى ابي حنيفة ولا ابي يوسف
ومحمد رح الا اذا كان له اسناد متصل او
وجد في كتاب مشهور معروف تداولته
الايدي۔ واما الآخرون فقالوا الاولى
بقول كل كتاب وان ما في المتون مقدم
على ما في الشروح وهو مقدم على ما في
الفتاوى۔ وتفصيل المقام ان المسائل
الفروعية في مذهبنا على مراتب الاولى
مسائل الاصول وهي ظاهر الرواية
وظاهر المذهب وهي التي اشتملت
عليها تالف محمد بن الحسن من الجامعين و
السيرين والزيادات والمبسوط وهذه

جو پچھلے زمانون مین بنائے گئے ہین سو اس درجہ
اعتماد سے کمتر ہین انکے مصنف ایسے ثقہ نہین
پھر وہ ان متنون مین شرحون اور فتاوون وغیرہ
سے بھی اقوال لے لیتے ہین اس کے بعد علامہ نے
ان کم اعتبار متنون کے بعض مسائل کو بطور تمثیل
بیان کیا اسکے بعد کہا کتب فقہ وفتاوی کے حالات
پر متقدمین اور متاخرین علماء کے کلمات کا اتفاق
ہے اگرچہ ان کے بیانات و عبارت مختلف ہین
متقدمین تو یہ کہتے ہین کہ جو کتب نوادر مین ہو اسکو
امام ابی حنیفہ اور ان کے شاگرد امام ابو یوسف
و امام محمد کیطرف منسوب کرنا صحیح نہین ہے بجز
اس روایت کے جسکی سند متصل ہو یا وہ کسی
مشہور کتاب مین پائی گئی ہو۔ متاخرین نے یون
کہا ہے کہ ہر ایک کتاب کی روایت لائق قبول
نہین ہے اور جو متنون مین ہے وہ شرحون سے
مقدم ہے۔ اور جو شرحون مین ہے وہ فتاوون
سے مقدم ہے۔ اسکی تفصیل یہہ ہے کہ ہمارے
مذہب (حنفی) کے فروعی مسایل کے تین درجہ
ہین۔ درجہ اول مسائل اصول مذہب اور اسکو
ظاہر الروایۃ اور ظاہر المذہب بھی کہتے ہین یہہ
اصول مسائل وہ ہین جو امام محمد کی کتابون (جامع صغیر

المسائل التي اسندها محمد بن الحسن عن
ابي يوسف عن ابي حنيفة وصنف تلك
الكتب في بغداد ثم تلقتها عنه او
بحضرة ابي يوسف الجماعة وجمع تفاريق
الصحابة والتابعين لا يعرف
العدل بها اهل الحديث على الكذب والخطأ
وهلم جرا الى آخر ما قال الينا۔

الثانية مسائل النوادر وهي عبر ظاهر
الرواية في المتقدمين كما نقلت الى
الناس والمتأخرين من اصحابه عن صنفها
والرقيات والكيسانيات والهارونيات
الهارونيات من تصانيف محمد التي رواها
عنه الاحاد ولم يبلغ حد التواتر والشهرة
مثله والجرجانيات حصلها من تلامذة
محمد الربيع بن [illegible] الكيسانيات
رواها عنه شعيب بن سليمان الكيساني
والجرجانيات سمعها من علي بن صالح
الجرجاني من اسانيده وكتاب المنتقى للحاكم
مجموع كلامه في غير رواية الاصول
وفي جملة ومن ذلك الامالي والجوامع
لابي يوسف [illegible] وكتاب المجرد للحسن بن زياد

وجامع کبیر دونو سیر زیادات۔ مبسوط مین موجود ہین
یہہ وہ مسائل ہین جنکو امام محمد نے بغداد مین امام ابو یوسف
امام ابو حنیفہ سے سنکر تصنیف کیا۔ ان کتابون کو امام
محمد نے بغداد مین تالیف کیا اور وہ اون سے
تواتر یا شہرت کے ساتھہ منقول ہوئین۔

درجۂ دوم مسائل نوادر یعنی وہ مسائل جو
ظاہر الروایات نہین اور وہ ان سے بطریق
شہرت مروی نہین ہوے ایک دو صحیح
یا ضعیف اسناد سے مروی ہوئی ہین جیسے رقیات
(جنکو امام محمد نے زمانہ قیام مقام رقہ مین جب
وہ ہارون الرشید کے ساتھہ قاضی ہوکر وہان
گئے تھے) تصنیف کیا تھا) اور کیسانیات جنکو
امام محمد سے شعیب بن سلیمان کیسانی نے
نقل کیا ہے اور جرجانیات جنکو امام محمد سے
علی بن صالح جرجانی نے نقل کیا ہے اور حاکم
کی کتاب منتقی امام محمد کی اس کلام کا جو ظاہر
اصول کے سوا ہے مجموعہ ہے اور اسکی کتاب
مین۔ اور کتاب امالی و جوامع ابی یوسف بھی
اسی قسم سے ہین اور نوادر محمد بن سماعہ۔
نوادر ابراہیم بن رستم۔ نوادر ہشام بن
عبید اللہ وغیرہ بھی اسی قسم سے ہین۔

رحمه الله وغيرهم الى واقعات المتاخرة كفتاوى
شمس بن سماعة ونوادر ابراهيم بن رستم
المروزي ونوادر هشام بن عبيد الله الرازي
وغيرهم - واما المختصرات التي صنفها
هذاق الائمة وكبار الفقهاء الاجلة
المعروفين بالعلم والزهد والفقاهة و
الثقة في الرواية كالامام ابي جعفر الحدا
والي الحسن الكرخي والحاكم الشهيد المروزي
وابي الحسين القدوري ومن في هذه
الطبقة من مشائخ الكبار فهي موضوعة
لنقل الصحيح المذهب جمع فيها المؤلف
كل ما ابتلي به في عصره مما تعم به البلوى
او كثر وقوعه في المسائل الاصلية او الواقعات
التي لا يوجد فيها نص عن اصحابنا
المتاخرون من اصحاب ابي حنيفة وابي يوسف
ومحمد ولكن يجدونها مخرجة على اصولهم
كما اشرنا كتاب النوازل لابي الليث السمرقندي
جمع فيه فتاوى مشائخه ومشائخ شيوخه

اور جن متقدمہ کتب یون کو ہمارے امون اور
اکابر فقہاؤن نے جو علم و زہد و فقاہت
و ثقہ ہونے سے معروف و مشہور ہین جیسے
امام طحاوی و امام کرخی و حاکم شہید
و قدوری وغیرہم جو ان کے طبقہ مین
ہین تصنیف کیا انکی مسائل یہی اصول مسائل
اور ظاہر الروایۃ سے ملحق و مقبول ہین - وجہ
تسمیہ انکی یہ ہے کہ واقعات ہیں کتب
یہ وہ مسائل ہین جنکو امام محمد و امام ابو یوسف
و زفر و حسن اور ان کے شاگردون سے
پہلے علماؤن نے تالیف کیا جیسے کتاب النوازل
فقیہ ابو اللیث سمرقندی کی جسمین انہون
نے اپنے اوستادون اور استادون کے
اوستادون کے فتودن کو جمع کر دیا اور
مجموع النوازل احمد بن موسی کشی اور
واقعات ناطفی اور واقعات صدر
شہید -
پہران کے بعد ایسے فتاوے جمع ہوے
جو گڈمڈ ہیں - اُن مین کچھ امتیاز نہین -
جیسے فتاوے قاضی خان اور محیط
اور خلاصہ الفتاوے اور سراجیہ وغیرہ -

كمحمد بن سماعة ومحمد بن مقاتل
الرازي وعلي بن موسى القمي ومحمد بن
سلمة وشداد بن حكيم ونصير بن
يحيى البلخيين. ومجموع النوازل والحوادث
والواقعات لاحمد بن موسى بن عيسى
الكشي - والواقعات لابي العباس احمد
بن محمد الرازي الناطفي والواقعات
للصدر الشهيد ثم جمع من بعدهم فتاوى
اولئك مختلطة غير ممتازة كقاضيخان
في فتاويه وصاحب المحيط البرهاني و
خلاصة الفتاوى والسراجية وغيرها
نعم قد احسن الشيخ رضي الدين السرخسي
رحمه الله ونعم ما فعل فانه بدا في كتابه
المحيط بمسائل الاصول ثم بمسائل النوادر
ثم الفتاوى فالاصول الستة في مذهب
ابي حنيفة كالصحيحين في الحديث
والنوادر كالسنن الاربعة والمحيط الرضوي
كالمصابيح والمشكوة ومن ذلك اشتهر
ان المتون كالنصوص بالمعنى الذي مر بيانه
وانها متقدمة على ما في الشروح وما
فيها على ما في الفتاوى لان ما يورد في الشروح

ہان شیخ رضی الدین نے محیط سرخسی مین
خوب کام کیا ہے کہ پہلے مسائل اصول
کو لائے ہین پہر مسائل نوادر کو پہر مسائل
فتاوے کو - اس بیان سے معلوم ہوا
کہ امام ابو حنیفہ کے مذہب مین امام محمد کی
چھہ کتابین ایسی ہین جیسی حدیث مین صحیحین
اور نوادر ایسی ہے جیسے سنن اربعہ اور
محیط رضوی ایسی ہے جیسے مصابیح و مشکوۃ
اسی جگہہ سے اور اسی لئے مشہور ہوا ہے
کہ متون فقہ نصوص کتاب و سنت کی مانند
ہین اس معنی کر جو ہمنے بیان کئے ہین
(یعنی ان امامون سے کہ بند متصل و مستند
ثابت ہوتی ہین نہ نفس الامر مین صحیح
و خطا سے محفوظ ہوتی ہین) اور یہ بہی
مشہور ہے کہ جو متون مین ہے وہ مسائل
شروح سے مقدم ہے - اور جو شروح مین
ہے وہ مسائل فتاوے پر مقدم ہے
یہہ اسلئے کہ جو متون مین مسائل وارد کئے
جاتے ہین ان کو اصول سے انس ہونیکی
سبب کچہہ قوت ہو جاتی ہے - اور جو
مسائل فتاوون مین ہوتے ہین متاخرین

من المسائل لاستيناس ما في المتون من الاصول
وكشف حاله غالبا فله اعتضاد ما بالاصول
ثم ما في الفتاوى فانه مخلوط باراء المتأخرين
ودون تلك النوادر اذ هي في نفسها ليس
جميعها من اقوال صاحب المذهب وليس
لها اسناد يرفعها الى صاحب المقالة ولا
اصحابها في مثابة الاصحاب الثلاثة
وارباب العقول في المتانة من حيث
الزهد والورع والعدالة ولا من حيث
العلم والاتقان والفقاهة والحفظ و
الثقة في الرواية بل انما جمعها اشخاص
من المتفقهين لم يعرف حالهم في الرواية
وحسن الدراية فلا يعمل بها ولا يقبل ما
فيها من متفرداتهم الا بشرط مساعدة
الادلة ومعاضدة القواعد الاصولية
واما الروايات الغريبة التي يتفرد
بنقلها احاد المصنفين من اهل القرون
المتأخرة فلا يعتبر بها ولا يعتمد عليها
ولا يعتد بصاحبها ولا سيما فيما خالف
الاصول وباين المعقول والمنقول وحالها
في حكم الفهارس والمجامع المجهولة بالنسبة

کی راؤن سے کڈمڈ ہوتے ہین۔ ان سے
اتر کر مسائل نوادر ہین۔ وہ بجائے خود سب
کے سب صاحب مذہب کے اقوال نہین ہوتے
اور نہ انکی کوئی سند ہوتی ہے جو صاحب
اقوال تک پہونچے اور نہ ان کے مصنف زہد
و عدالت و علم و فقاہت مین اصحاب متون
اور ان سے پہلے علماء کی مثل ہوتی ہین بلکہ
ان کے مصنف تو ایسے لوگ ہین جو خود بخود
فقیہ بن بیٹھتے ہین جنکی روایت و درایت
کا حال کچھ معلوم نہین ان کتابون پر عمل نکیا
جاویگا اور نہ انکی اکیلی روایات کو بدون
شہادت اصول قبول کیا جاویگا۔ اور
جن شاذ و نادر روایات کو پچھلی مصنفون
سے ایک آدہ نے روایت کیا ہے اُسکا تو
کچھ بھی اعتبار نہین۔ اور نہ ان کے ناقل پر
اعتماد ہے۔ خصوصًا وہ روایات جو اصول
و معقول و منقول کے مخالف ہون پس
جب کوئی مسلمان حنفی لاچار ہوکر تقلید
کا محتاج ہو اور وہ اسمین حالت ضرورت
کو پہنچے تو وہ پہلی روایات اصول کو لے
پہر ان روایات کو جو مختصر متون متقدمین

الی المقاصد فمهما اضطر المسلم الحنفی
الی التقلید وانتهی حاله الی هذه الضرورة
یاخذ بما فی الاصول ثم بما فی المتون
المختصرات کمختصر الطحاوی والکرخی
والحاکم الشهید والقدوری رحمهم الله
فانها تصانیف معتبرة وثق الیف معتمدة
قد تداولها العلماء وتنافس فیها
الفقهاء واعتنوا فیها حفظا وروایة و
درسا وقراءة وتفقها ودرایة وشرحا
وتعلیقا۔ ولیس المراد من المتون الا
المختصرات هؤلاء من حذاق الائمة
والفقهاء الجلة واما المختصرات التی
جمعها المتاخرون کالوقایة والکنز و
النقایة وغیرها فان اصحابها وان کانوا
علماء صالحین ففضلاء کاملین لیسوا
بهذه المثابة من الثقة والفقاهة
مع خلو کلامهم عن الحجة والاسناد
وعدم سلامته عن نوع تغییر وخلط
وتصرف فی التعبیر فلا یعتمد علیها
هذا الاعتماد وانما یعمل بما فیها
من المنصوصات والمشهورات وما

(جیسے مختصر طحاوی و کرخی وغیرہ جنکو علماء نے
قبول کر لیا ہے) ۔ ۔ ۔

قد صح في المذهب اعتمادا على الشهرة او
ظهور الصحة او ابتناء على اعتضاد الاصول
وتطابق الادلة لا لانه اورده واحد من
اصحاب هذه الكتب فضلا عن المختصرات
التي دونها من دونهم فان كتاب
الغرر والملتقى والتنوير بل الوقاية والكنز
وامثالها مشحونة بآراء المتاخرين
ثم بين اقسام المجتهدين وانواع الاجتهاد
واجاب عما قالوا ان الاجتهاد قد انقسم واختتم
ولا يقدر على قسم منه احد من العباد ثم اعلم ان المجتهد
ضربان احدهما المجتهد المطلق وهو
صاحب الملكة الكاملة في الفقه والنباهة
وفرط البصيرة والتمكن من الاستنباط
المستقل به من ادلة كابي حنيفة وابي يوسف
ومحمد وزفر ومالك والشافعي واحمد
والثوري والاوزاعي - وثانيهما المجتهد
في مذهب امام قالوا وهو الذي يتحقق اصول
امامه وادلته ويتخذ نصوصه اصولا
يستنبط منها الفروع وينزل عليها الاحكام
نحو ما يفعله بنصوص الشرع فيما لم يقدر على
الاستنباط من الادلة وهذه الطائفة وان لم

اس کے بعد علامہ نے اقسام مجتہدین اور
انواع اجتہاد کو بیان کیا اور لوگوں
کے اس اعتراض کا جواب دیا ہے کہ اجتہاد
کے تو اقسام مقرر ہیں جو ختم ہو چکے ہیں
انمیں سے کسی قسم پر اب کوئی قادر نہیں
ہے چنانچہ فرمایا تو جان لے کہ مجتہد
دو قسم ہیں۔
قسم اول مجتہد مطلق۔ یہ وہ ہے جو فقہ اور
استنباط کی قدرت کاملہ کا ملکہ رکھتا ہو
جیسے امام ابو حنیفہ و ابی یوسف و محمد و زفر
و شافعی و احمد و ثوری و اوزاعی وغیرہ
دوم مجتہد فی المذہب علماء نے کہا ہے یہ
وہ ہے جو اپنے امام کے اصول و دلایل
کو تحقیق کر چکا ہو اور امام کے اقوال کو
استنباط مسائل کے لئے اصول بنا کر اس سے
احکام نکالتا ہو ایسے لوگ اگرچہ رتبہ اجتہاد
مطلق کو نہیں پہنچے اور وہ قسم اول کی رائے
سے قاصر و کمتر ہیں پر وہ محض مقلد بھی نہیں
ہیں بلکہ وہ اہل نظر و استدلال ہیں اصول
و فقہ میں نظر رکھتے ہیں اور علم اور سمجھ دار ہونے
میں عالی محل۔ اور جرح و تعدیل اور صحیح و ضعیف

يبلغوا رتبة الاجتهاد المطلق وتقاصروا
في الفقه عن شأو اولئك لكنهم ليسوا
بمقلدين بل هم اصحاب النظر والاستدلال
والبصارة في الاصول والخبرة التامة بالفقه
ولهم محل رفيع في العلم وفقاهة النفس ونباهة
الفكر وقدرة وافية في الجرح والتعديل و
التمييز بين الصحيح والضعيف وقدم عال في
الحفظ للمذهب والنضال عنه والذب وتلخيص
المسئلة وبسط الادلة وتقرير الحجة وتزييف
الشبهة وكانوا يفتون ويخرجون ثم من بعدهم
طوائف متفاوتة في العلم بين ثقة وضعيف في
الرواية وكامل وقاصر في الفقه والدراية
وقد جعل احمد بن سليمان الرومي المعروف
بابن الكمال احد الفضلاء المشاهير في
الدولة العثمانية فقهاء الاصحاب على
ست طبقات الطبقة الاولى المجتهدون
في الشرع كالائمة الاربعة ومن يحذو
حذوهم في تاسيس قواعد الاصول و
استنباط احكام الفروع عن الادلة الاربعة
من غير تقليد لاحد في الفروع ولا في
الاصول والثانية المجتهدون في المذهب

کی تمیز مین کافی قدرت اور اپنے مذہب کے
محافظت اور اعتراضات مخالفین کی مدافعۃ
مین ثابت قدم۔ ان کے بعد اور لوگ ہین
جو ثقہ اور ضعیف ہونے مین علم و فقہ و
سمجھ مین کامل و ناقص ہونے میں باہم متفاوت
ہوتے ہین۔

احمد بن سلیمان رومی مشہور
بابن الکمال نے جو ریاست **عثمانیہ**
کا ایک مشہور فاضل تھا فقہاء حنفی مذہب
کے چھ طبقے مقرر کئے ہین (جنکا ساتوان
طبقہ مقلدین محض کا ہے) طبقہ اولی مجتہدین
فی الشرع کا جیسے ایمہ اربعہ (امام ابو حنیفہ
شافعی مالک احمد رحمہم اللہ) اور جو قواعد
بناتی اور بلا تقلید احدے مسائل استنباط
کرتے ہین ان کے ہم رتبہ ہین۔
طبقہ دوم مجتہدین فی المذہب کا جیسے
امام ابو حنیفہ کے تینون شاگرد (امام
ابو یوسف و محمد و زفر) اور جو ان کی
چال پر ہین۔ جو امام ابو حنیفہ کی مقرری
قواعد پر احکام مستنبط کرتے ہین اور
ان قواعد مین وہ امام ابو حنیفہ کے مقلد

كاصحاب ابي حنيفة الثلاثة ومن سلك
مسلكهم في استخراج الاحكام على القواعد التي
قررها شيخهم واستاذهم فهم وان خالفوا
في بعض الاحكام لكنهم يقلدونه في قواعد
الاصول وبه يمتازون عن المخالفين له في
الاصول والفروع الثالثة المجتهدون في
المسائل كالخصاف والطحاوي والكرخي و
شمس الائمة الحلواني وشمس الائمة السرخسي
وفخر الاسلام البزدوي وفخر الدين قاضي خان
وامثالهم الذي لا يقدرون على المخالفة لا
في الاصول ولا في الفروع وانما يستنبطون
الاحكام فيما لا نص فيها عن المجتهد في الشرع
على حسب اصول قررها ومقتضى قواعد بسطها
والرابعة المقلدون الذين لا يقدرون
على الاجتهاد اصلا ولكنهم لاحاطتهم
بالاصول وضبطهم المآخذ يقدرون على تفصيل
قول مجمل ذي وجهين وحكم محتمل الامرين
منقول عن احد المجتهدين وهم اصحاب التخريج
كالرازي واضرابه والخامسة اصحاب
الترجيح كابي الحسين القدوري وصاحب
الهداية وشانهم تفضيل بعض الروايات

ہین از خود قواعد نہین بناتے اور
اسی سبب سے وہ امام شافعی وغیرہ سے
(جو امام ابو حنیفہ کے اصول مین مخالف ہین)
امتیاز رکھتے ہین **طبقہ سوم** مجتہدین نے
المسائل کا جیسے خصاف وطحاوی وکرخی
وشمس الائمہ حلوانی وشمس الائمہ سرخسی وفخر الاسلام
بزدوی وقاضی خان اور ان کے امثال
واقران ہین جو نہ امام ابو حنیفہ کے اصول کے
مخالفت کر سکتے ہین نہ اون کے فروعی مسائل
سے۔ صرف امام صاحب کے قواعد واصول
سے نئے مسائل جو امام صاحب نے نہین فرمائے
استنباط کرتے ہین۔ **طبقہ چہارم**
مقلدین مخرجین کا جو کسی قسم کے اجتہاد
پر قادر نہین پر اصول اور اقوال امام
کے محل استنباط سے واقفیت کے سبب
امام کی دو رخی بات کی تفصیل کر سکتے ہین
اور اس کے دونون احتمالون سے ایک احتمال
متعین کر سکتے ہین انکو اہل تخریج کہا جاتا ہے
جیسے امام ابو بکر رازی اور اسکے امثال ہین
طبقہ پنجم مقلدین مرجحین کا جیسے امام ابی الحسین
قدوری اور صاحب ہدایہ انکا کام صرف بعض

على بعض بقولهم هذا اصح رواية وهذا
ادفق للقياس وادفق بالناس —
والسادسة المقلدون القادرون على
التمييز بين الاقوى والقوى والضعيف
ظاهر المذهب وظاهر الرواية وغيرها
كصاحب الكنز والمختار والوقاية
والمجمع وغيرهم — والسابعة المقلدون
الذين لا يقدرون على ما ذكروا
ولا يفرقون بين الغث والسمين ولا
يميزون الشمال عن اليمين بل يجمعون
ما يجدون كحاطب الليل فالويل
لهم ولمن قلدهم كل الويل هذا
ما ذكره وقد اورده التميمي في طبقاته
بحروفه ثم قال وهو تقسيم حسن جدا
واقول بل هو بعيد عن الصحة بمراحل
فضلا عن حسنه جدا فانه تحكمات
باردة وخيالات فارغة وكلمات
لا روح لها والفاظ غير محصلة المعنى
ولا سلف له في ذلك المدعى ولا سبيل له
الى ذلك الدعوى وان تابعه من جاء
من عقبه من غير دليل يتمسك به وحجة

روایات کو بعض پر ترجیح دینا اور یہہ بیان
کرنا ہے کہ یہہ روایت اصح ہے اور یہہ
قیاس کے مطابق اور یہہ روایت لوگون
کے حق مین اوفق وسہل — **طبقہ ششم**
مقلدین متمیزین کا جو اقوی و قوی و ضعیف
مین اور ظاہر الروایت وظاہر المذہب وغیرہ
مین تمیز کرنے پر قادر ہین جیسے صاحب کنز
ومختار ووقایہ ومجمع وغیرہ ہین — **ہفتم**
مقلدین محض کا — یہہ وہ لوگ ہین جو
اس تمیز قوی وضعیف پر بھی قادر نہین
نہ دبلہ کو فربہ سے تمیز کر سکتے ہین اور نہ داہنے
کو بائین سے بلکہ اپنی تصانیف مین رات کو
ایندہن لانے والیکی طرح جو کچہہ پاتے ہین
جمع کر دیتے ہین — ان کے لئے خرابی ہے
جو ان کے تقلید کرے ان کے لئے بھی خرابی
یہہ **ابن کمال** باشا کا کلام ہے اسیکو تمیمی
اپنی طبقات مین حرف بحرف لایا ہے — پہر کہا
ہے کہ یہہ تقسیم نہایت عمدہ ہے — میں (صاحب ناظورہ)
کہتا ہون وہ عمدہ کیا ہوگی وہ تو صحت سے کوسون
دور ہے وہ تو دہینگا دہینگی کے کلمات اور بے معنی
خیالات ہین اسمین ابن الکمال کا کوئی مقتدا نہین ہے

تلجیه الیه ومهما ساعدناهم فی کون
الفقهاء والمتفقهة علی هذه المراتب
السبعة وهو غیر مسلم لهم فلا یتخلصون
من فحش الغلط والوقوع فی الخطاء المفرط
فی تعیین رجال الطبقات وترتیبهم
علی هذه الدرجات فلیت شعری ما معنی
قوله ابو یوسف ومحمد وزفر وان
خالفوا ابا حنیفة فی بعض الاحکام لکنهم
یقلدونه فی قواعد الاصول ما الذی
یرید من الاصول فان اراد منه الاحکام
الاجمالیة التی یبحث عنها فی کتب الاصول
الفقه فهی قواعد عقلیة وضوابط
برهانیة یعرفها المرء من حیث انه
ذو عقل وصاحب فکر ونظر سواء
کان مجتهدا او غیر مجتهد ولا تعلق لها
بالاجتهاد قط وشان الائمة الثلاثة
ارفع واجل من ان لا یعرفوا بها کما هو اللازم
من تقلید غیرهم فیها فحاشاهم ثم
حاشاهم عن هذه التقیصة وحالهم فی
الفقه ان لم یکن ارفع من مالک والشافعی
وامثالها فلیسوا بدونها وقد اشتهر فی افواه الموافق

اگرچہ اسکے پیچھے جو آیا سو اسکا بلا دلیل مقلد ہوا
اگر ہم فقہا کا ان مراتب ہفتگانہ مین منقسم ہونا
مان بہی لین (جو ماننے کے لائق نہین ہے)
تو بہی جو ان کے بیان احوال اشخاص اور انکی
ترتیب درجات مین فاحش غلطیان ہین انسے
خلاصی ممکن نہین۔ کاش مجہے اسکا علم ہو کہ انکی
اس قول کے (کہ ابو یوسف و محمد و زفر اگرچہ امام
ابو حنیفہ کے بعض احکام فرعیہ کے مخالفت کرتے
ہین پر وہ اصول مین انہی کے مقلد ہین) کیا
معنی ہین؟ اصول سے انکی کیا مراد ہے؟
اگر ان سے وہ احکام اجمالی جنسے (کتب اصول
مین بحث ہوتی ہے) مراد ہین تو یہہ عقلی قواعد
ہین جنکو ہر صاحب عقل و فکر (مجتہد ہو خواہ نہو)
جانتا ہے انکو اجتہاد سے خصوصیت و تعلق
نہین ہے۔ اور آئمہ ثلاثہ (ابو یوسف و محمد و زفر)
کا رتبہ اس سے بلند تر ہے کہ وہ ان قواعد عقلیہ
کو خود نہ جانتے ہون (جیسا کہ ان کو ان قواعد
مین مقلد ٹہرانے سے نکلتا ہے) یہہ لوگ اجتہاد
مین امام مالک و شافعی سے زیادہ نہین تو کم
بھی نہین ہین۔ موافق و مخالف مین زبان زد
ہو رہا ہے اور مشہور مثالون کیطرح بولا جاتا ہے

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

والمخالف وجرى مجرى الامثال قولهم
ابو حنيفة ابو يوسف بمعنى ان البالغ الى
الدرجة القصوى في الفقاهة هو ابو يوسف
ليس الا وقولهم ابو يوسف ابو حنيفة
بمعنى ان ابا يوسف بلغ الدرجة القصوى
من الفقاهة ولم يقصر عنها والقصر
على كلا التقديرين امزادي وقال
الخطيب البغدادي قال طلحة بن محمد
بن جعفر ابو يوسف مشهور الامر
ظاهر الفضل وافقه اهل عصره ولم
يتقدمه احد في زمانه وكان على الغاية
في العلم والحكم والرياسة والقدر
وهو اول من وضع الكتب في اصول الفقه
على مذهب ابي حنيفة واملى المسائل
ونشرها وبث علم ابي حنيفة في اقطار
الارض وقال محمد بن الحسن مرض ابو يوسف
وخيف عليه فعاده ابو حنيفة فلما خرج
من عنده قال ان يمت هذا الفتى فانه
اعلم من على الارض وكذلك محمد بن
الحسن قد بالغ الشافعي في مدحه
والثناء عليه وقال الربيع بن سليمان

کہ امام ابو حنیفہ ابو یوسف ہی جسکے معنی یہ ہین
کہ اعلی درجہ فقاہت تک پہنچنے والا ابو یوسف
ہی ہے اور جو اونہون نے کہا کہ ابو یوسف
ابو حنیفہ ہے اس کے بھی یہی معنے ہین کہ
ابو یوسف فقاہت مین درجہ ابو حنیفہ تک
پہنچ گیا ہے اس سے کم نہین۔
خطیب بغدادی نے لکہا ہے کہ
طلحہ بن محمد نے فرمایا ہے کہ ابو یوسف مشہور
الحال اور ظاہر بزرگی والا اپنے زمانہ کے
لوگون سے بڑہکر فقیہ ان کے ہم زمانہ سے
کوئی ان سے نہین بڑہا۔ علم و حکمت و ریاست
اور مرتبہ مین حد کو پہنچ چکے ہین۔ وہی
ہین جنہون نے پہلے پہلے ابو حنیفہ کے مذہب
پر اصول فقہ مین کتابین تالیف کین۔ اور
مسائل کو قلمبند کیا اور امام ابو حنیفہ کے
علم کو اطراف زمین مین پہیلایا۔ **امام محمد**
بن حسن نے کہا ہے کہ جب امام ابو یوسف
خوفناک بیماری مین مبتلا ہوئے تو امام ابو حنیفہ
ان کی عیادت کو آئے جب وہان سے نکلے
تو بولے یہہ جوان فوت ہوا تو اپنے زمین کے
سب لوگون سے بڑہکر عالم فوت ہوگا۔ ایسا ہی

كتب اليه الشافعي وقد طلب منه
كتابا فاخرة فكتب اليه (شعر)
قل للذي لم ير عيني من رآه مثله:
ومن كان راه قد رأى من قبله
:العلم ينهى اهله ان يمنعوا اهله:
لعله يبذله لاهله لعله،
فانفذ اليه الكتب وقال ابراهيم
الحربي قلت لاحمد بن حنبل من اين لك
هذه المسائل الدقيقة قال من كتب
محمد بن الحسن وقال الحسن بن
ابي مالك لم يكن ابو يوسف يدقق
هذا التدقيق الشديد وقال عيسى
بن ابان هو افقه من ابي يوسف وقد
ذكر القاضي عبد الرحمن بن خلدون
المالكي في مقدمته ان الشافعي رحل
الى العراق ولقي اصحاب الامام ابي حنيفة
واخذ عنهم ومزج طريقة اهل الحجاز
بطريقة اهل العراق واختصر مذهب
وكذلك احمد بن حنبل اخذ عن اصحاب
ابي حنيفة مع وفور بضاعته في الحديث
فاختصر مذهب انتهى -

امام محمد بن حسن کا حال ہے امام شافعی
نے انکی مدح مین بہت مبالغہ کیا ہے۔
ربیع بن سلیمان نے نقل کیا ہے کہ امام محمد
سے امام شافعی نے کتابین طلب کین تو
اونہون نے کچھ دیر کی جسپر امام شافعی نے
انکیطرف چند اشعار لکھکر بھیجدیے۔ جنکا حاصل
یہ ہے کہ جس شخص کے مثل مینے کوئی نہین دیکھا اور
جس نے اسکو دیکھا اس نے گویا پہلونکو دیکھا
انسے کہدو کہ اہل علم سے علم کو نہ روکین شاید
وہ اسکو اہل علم مین پھیلادین۔ تسپر امام محمد
نے کتابین بھیجدین۔ ابراہیم حربی نے کہا ہے
مینے امام احمد بن حنبل سے پوچھا یہ باریک مسایل
آپکو کہانسے حاصل ہوئے اونہون نے کہا امام محمد
کی کتابون سے۔ حسن بن ابی مالک نے کہا امام
یوسف ایسے باریک مسائل نہ نکالتے تھے
کہ امام محمد۔ عیسیٰ بن ابان نے کہا ہے کہ امام
محمد امام ابو یوسف سے بڑے فقیہ تھے۔ قاضی
عبد الرحمن بن خلدون مالکی نے مقدمہ مین
کہا ہے کہ امام شافعی ملک عراق مین گئے
اور امام ابو حنیفہ کے شاگردون سے ملے اور
اون سے استفادہ کیا اور اپنا طریق اجتہاد طریق

الا ترى انه لما ادعى بعض الشافعية
ترجيح القول بمفهوم الصفة على القول
بنفيه ليكون الشافعي قائلا به
مع سلامة طبعه واستقامة فهمه
وغزارة علمه وصحة النقل عنه
ولكثرة اتباعه رده ابن الهمام و
الآخرون بان هذه الكمالات كلها
محققة في محمد بن الحسن مع تقدم
زمانه وعلو شانه وهو قائل
بنفيه - واما زفر فقد قال فيه ابو حنيفة
رحمه الله هذا امام من ائمة المسلمين
وانه اقيس اصحابي -
وقال المزني هو احدهم قياسا
وكفى بذلك شهادة له ولكل واحد
منهم اصول مختصة به تفردوا بها
عن ابي حنيفة وخالفوه فيها ومن ذلك
ان الاصل في تخفيف النجاسة تعارض
الادلة عند ابي حنيفة رحمه الله و
اختلاف الائمة عندهما بل قال
الغزالي انهما خالفا ابا حنيفة في ثلثي
مذهبه ونقل النووي في كتابه

اہل حجاز سے ملا کر ایک خاص مذہب بنا لیا
ایسا ہی احمد بن حنبل نے باوجود وفور علم
حدیث امام ابو حنیفہ کی شاگردون سے
استفادہ کیا۔ ایسا ہی امام زفر کے فضائل
فقہ واجتہاد علامہ ہارون نے علماء مذہب سے
نقل کئے پھر فرمایا ان تینون امامون سے ہر ایک
امام کے خاص خاص ایسے اصول ہین جنکے
سبب وہ امام ابو حنیفہ سے علیحدہ اور مخالف ہو گئے
ہین از انجملہ یہہ اصل کہ نجاست کا خفیف سمجھنا
کس وجہ سے ہوتا ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک
ایک چیز کے پاک و ناپاک ہونے مین دلایل
کا تعارض واختلاف نجاست کو خفیف کرتا ہے
صاحبین کے نزدیک اس چیز کی پاکی و ناپاکی مین
ائمہ کا اختلاف اسکو نجس خفیف بناتا ہے
بلکہ امام **غزالی** نے تو یہہ کہدیا ہے کہ
امام ابو حنیفہ کے شاگرد دو تہائی مذہب مین
ان کے مخالف ہین۔ امام نووی نے کتاب
تہذیب الاسماء واللغات مین امام ابی المعالی
جوینی سے نقل کیا ہے کہ جو کچھہ مزنی شاگرد
امام شافعی کہتے ہین تو مین مذہب امام شافعی
کے تخریج (یعنی اس سے نکالی ہوئی بات

تهذيب الاسماء واللغات عن ابى
العباس المبرد انه سئل عن كل ما اختاره المزنى
اترى انه تخرج ما تخرج بالمذهب فقال
يخالف اقوال الشافعى كما ابى يوسف
ومحمد فانهما يخالفان اصل مذهبهما
واحمد بن حنبل لم يذكره العلماء ابو جعفر
الطبرى فى عداد الفقهاء وقال انما
هو من حفاظ الحديث وذلك مشهور
وقال ابن الخلدون واما احمد بن حنبل
فمقلده قليل لبعد مذهبه عن الاجتهاد
وقال ان الحنفية اهل البحث والنظر
اما المالكية فليسوا باهل نظر انتهى
فكيف يكون هو من المجتهدين فى الشرع
دون ابى يوسف ومحمد رضى الله عنهما
ضر لغم غابات الفقه واورث غيا من
النظر غيب انهم لحسن تعظيمهم لائمة
وفرط اجلالهم لهم وعنايتهم
لحفظه تشمروا على تنقيحه مشايعة وعلوا
فى انتصاره والاحتجاج لما حق الله
وعنايتهم الناس ونقلها لهم وقد

سمجھتا ہون کیونکہ مزنی امام شافعی کا صرف
اقوال (یعنی نہ اصول) مخالف ہی اور جو
امام ابو یوسف و محمد کہین اسکو امام ابو حنیفہ
کے مذہب کی تخریج نہین سمجھتا ہون اسلئے
کہ وہ دونون امام ابو حنیفہ کے اصول مذہب
سے مخالف ہین۔ امام احمد بن حنبل کو تو امام
ابو جعفر طبری فقہاء کے شمار مین نہین لائے
اور صاف فرما گئے ہین کہ وہ حفاظ حدیث سے
ہین۔ ابن خلدون نے کہا ہے کہ امام احمد
بن حنبل کے مقلد کم ہین کیونکہ انکا مذہب
اجتہاد سے دور ہے مالکیہ بھی اہل نظر
واجتہاد نہین ہان حنفیہ اہل بحث
ونظر ہین۔ جب امام ابو حنیفہ کا شاگرد ہون
کا مقابلہ امام احمد بن حنبل کے یہ حال
ہے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ امام احمد بن
حنبل جو صرف اہل حدیث ہین شرع مین مجتہد
ہون اور امام ابو یوسف و محمد رضی اللہ عنہما
جو فقہ کے جنگلون کے شیر ہین مجتہد فی الشرع
نہون صرف امام ابو حنیفہ کے مذہب ہی مین
ہون۔ ہان اس قدر فرق ہے کہ امام ابو یوسف

† اس مقام مین امام ابو یوسف و محمد کے مناقب مین علامہ ابن حنفی نے بہت مبالغہ کیا (جیسا کہ

اليها والافتاء عند وقوع الحوادث
بها والتخريج والتحقيق فى فروعها واصولها
وتعيين ابوابها وفصولها وتمهيد
قواعد محكمة ومقاييس متقنة يستفاد
بها الاحكام واستنباط قوانين صحيحة
وطرايق قويمة يتعرف بها المعاني
فى تضاعيف الكلام واجبر واذ ذلك
فى تصحيح مذهبه وبيانه لمن يتمسك
به لاعتقادهم انه اعلم واورع
واحق للاقتداء به والاخذ بقوله
واوثق للمفتى وارفق للمستفتى على
ما قال مسعر بن كدام من جعل ابا حنيفة
بينه وبين الله تعالى رجوت ان
لا يخاف عليه ولم يكن فرط على
نفسه فى الاحتياط انتهى - ومقامه
فى الفقه بمقام لا يلحق شهد له

ومحمد اپنے استاذ ابو حنیفہ کی تعلیم و بزرگی
کی لحاظ سے امام ابو حنیفہ کی شان بلند کرنے
مین مصروف رہے ہین اور انکی مدد مین اور
اون کے اقوال کو مدلل کرنے مین اور ان
کو لوگون مین پہیلانے اور روایت کرنے
اور ان کے اقوال کے موافق فتوی دینے
اور ان کے فروع و اصول کے تحقیق کرنے
اور ان کے لئے ابواب اور فصلین مقرر کرنے
اور ان سے استنباط احکام کے لئے قواعد
بنانے مین متوغل و مشتغل رہے ہین اس
خیال سے کہ وہ بہ نسبت ان کے زیادہ عالم
اور پرہیزگار اور اقتداء و متابعت کے لایق
تہے اور ان کے اقوال مفتی و مستفتی کے
لئے زیادہ بہروسہ کے لائق چنانچہ مسعر
بن کدام نے کہا ہے کہ جو شخص امام ابو حنیفہ
کو متابعت حکم الہی کا ذریعہ کر لیگا مین امید

اکثر مقلدین اپنے ائمہ کی تعریف مین کہتے ہین) کہ انکو امام شافعی و امام احمد سے بہی
ترجیح دی ہے بلکہ اس مقام مین اس سے بحث نہین اس مقام مین اس تفصیل سے
ہمارا مقصود صرف اس قدر ہے کہ جس حالت مین حنفیون مین امام ابو یوسف اور امام
محمد کو امام شافعی و احمد سے بڑہکر منتسب و مجتہد سمجہا جاتا ہے تو پہر انکو صرف مجتہد فی المذہب کیون
مانا جاتا ہے اور اون سے کم رتبہ امام شافعی و احمد کو مجتہد فی الشرع - یہ حنفیہ کی جوان طبیعتون کو بہت جلد آتی ہین کم نہین

بذلك اهل جلدته وخصوصا
مالك والشافعي - ومن ذلك
الوجه امتازوا عن المخالفين كالائمة
الثلاثة والاوزاعي وسفيان
وامثالهم لانهم لم يبلغوا رتبة
الاجتهاد المطلق في الشرع ولو انهم
اولعوا بنشر اراءهم بين الخلق وهيأوا
في كناس والاحتجاج لها بالنص والقياس
لكان كل ذلك مذهبا منفردا
عن مذهب الامام ابي حنيفة مخالفا له
هذا وان اراد منه الادلة الاربعة
واصول الشريعة من الكتاب والسنة
والاجماع والقياس في الاخذ عنها
والاستنباط منها فلا سبيل له الى ذلك
لان الشريعة مستندة كل الائمة و
ملجاؤهم في اخذ الاحكام فلا شيء
مخالفة عين له فيها فان قيل لعل مراده
انهم يقلدون ابا حنيفة في كون قول
الصحابي والمراسيل حجة دون الاستصحاب
والمصالح المرسلة وامثال ذلك -
قلت هذا ليس من التقليد في شيء

کرتا ہون کہ اسکو کچھہ ڈر نہ ہوگا - کیونکہ امام
ابو حنیفہ نے اجتہاد مین قصور نہین کیا
اور انکو اسمین وہ رتبہ تہا جو کسیکو حاصل
نہین ہوا چنانچہ ان کے ہم جنسون خصوصًا
امام شافعی و مالک نے شہادت دی ہے
اسی امر مین وہ امام ابو حنیفہ کے مخالفین
امام مالک و احمد و شافعی و اوزاعی و
سفیان وغیرہ سے ممتاز ہین نہ اس
امر مین کہ وہ ان کے مثل شرع مین مجتہد
مطلق نہین ہین اور اگر وہ لوگون نے اپنے
راؤن پھیلانے اور مشہور کرنیکی حرص کی
اور ان اقوال پر نفس و قیاس سے دلایل
بیان کرتے تو ان کے مذاہب بہی امام
ابو حنیفہ کے مذہب سے جداگانہ اور اسکی مخالف
مذاہب قرار پاتے - اور اگر ان کی مراد ان
اصول سے جسمین وہ امام ابو یوسف و محمد
کو امام ابو حنیفہ کا مقلد کہتے ہین ادلہ اربعہ
شرعیہ (کتاب و سنت و اجماع و قیاس) ہین
اور یہہ مراد ہے کہ ان دلایل سے احکام
استنباط کرنے مین وہ لوگ امام ابو حنیفہ
کے مقلد تہے تو یہہ بات بن نہین سکتی

بل انما وافق رایهم فی ذلک رائه وقامت
الحجة عندهم کما قامت عنده -
الا تری ان مالکا لا یلزمه تقلید
ابی حنیفة من القول لحجیة المراسل
ولا الشافعی من القول بنفی الحجیة عن
المصالح ولا تقلید بعضهم لبعض من الاتفاق
فی کون الاجماع وخبر الواحد والقیاس
حجة فانه انما انکر حجیة الاجماع بعض
المبتدعة وحجیة القیاس داود الظاهری
وغیره من الشذوذ وقد نقل عن
ابی بکر القفال وابی علی بن خیران
والقاضی حسین من الشافعیة انهم
قالوا لسنا مقلدین للشافعی بل وافق
رائنا رئیه وهو الظاهر من حال الامام
ابی جعفر الطحاوی فی اخذه بمذهب
ابی حنیفة رحمه الله واحتجاجه له وانتصاره
لاقواله علی ما قال فی اول کتاب

ان ادلہ سے احکام استنباط کرنے مین تو سبھی
ائمہ باہم موافق ہین کوئی کسیکا مخالف نہین
یہی شریعت سب امامون کا ماخذ و مستند ہی
پہر کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے
شاگردان تو ان ادلہ مین ان کے موافق
ہین اور باقی امام احمد و شافعی و مالک انہین
ان کے مخالف ہین اگر کوئی کہے کہ شائد
ان کے اصول مین مقلد ہونے سے یہہ مراد
ہے کہ وہ امام ابو حنیفہ کے ان اصول مین
مقلد ہین کہ "قول صحابی اور حدیث مرسل
(جسکو تابعی بلا ذکر وسیلہ صحابی آنحضرت سی
نقل کری لایق دست آویز ہے" - اور استصحاب
(ایک چیز کو حکم سابق پر باقی رکہنا) اور مصالحہ
مرسلہ (وہ مصلحتین اور ضرورتین جنکی لحاظ کا نہ
شرع نے حکم دیا ہے نہ اس سے منع کیا ہے)†
لایق دست آویز نہین ہین ایسی ہی اور اصول
اسکی جواب مین ہین کہونگا کہ یہہ تقلید نہین ہے

† اس کی مثال یہہ ہے کہ بادشاہ نے ایک مفسد باغی قوم مین چڑہائی کی باغیون نے چند بیگناہ اشخاص
کو قید کرکے اپنی آگے آڑ کہڑی کرلی اب اگر اس آڑ پر باڑ چلائی جاتی ہے تو ان بیگناہون کی جان
جاتی ہے - اور اگر لڑائی ہٹائی جاتی ہے تو باغیون کے تسلط کا خوف ہی یہان ضرورت و مصلحت یہہ ہے
کہ اس آڑ پر باڑ چلائی جاوے گو اسمین چند بیگناہون کی جان جاتی ہے —
حاشیہ

شرح الآثار اذ ذكر في كل كتاب ما فيه
الناسخ والمنسوخ وتاويل العلماء واحتجاج
بعضهم على بعض واقامة الحجة لمن صح عنده
قوله منهم ويما يصح فيه مثله من كتاب
او سنة او اجماع او قياس من تاويل
الصحابة او التابعين رضي الله عنهم ثم
ان قوله في الخصاف والطحاوي والكرخي
لا يقلدون على مخالفة ابي حنيفة لا في
الاصول ولا في الفروع ليس بشيء فان ما
خالفوه من المسائل لا يعد ولا يحصى ولهم
اختيارات في الاصول والفروع واقوال
مستنبطة بالقياس والمسموع واحتجاجات
بالمنقول والمعقول على ما لا يخفى على
من تتبع كتب الفقه والخلافيات والاصول
وقد انفرد الكرخي رحمه الله عن ابي حنيفة
رحمه الله ونظرائه في ان العام بعد التخصيص
لا يبقى حجة اصلا وان خبر الواحد لا

یہ تو ایک مجتہد کے دوسرے مجتہد کی رائے
سے موافقت ہی جو دلیل ایک کے خیال میں
آئی وہی دوسرے کے نزدیک صحیح ہوی اسلئے
ایک ہی بات دونوں نے کہی دیکھو امام
مالک بھی حدیث مرسل کو لائق دست آویز
سمجھتے ہین باوجود اسکے وہ امام ابو حنیفہ کو
مقلد نہین سمجھے جاتے - اور امام شافعی مصالح
مرسلہ کو لائق دست آویز نہین جانتے - پہ بھی
انکو امام ابو حنیفہ کا مقلد نہین سمجھا جاتا - پس ان
باتون کے قایل ہونے سے امام ابو یوسف و محمد
کو کیونکر امام ابو حنیفہ کا مقلد کہا جاسکتا ہی اجماع
و خبر واحد اور قیاس کو لائق حجت سمجھنے پہ سب کا
اتفاق کرنا ایک دوسرے کا مقلد ہونا نہین ہے
ابو بکر قفال اور ابو علی بن خیران اور قاضی حسین
سے لے (جو شافعی کہلاتے) صاف کہا ہی کہ امام شافعی
کے ہم مقلد نہین ہین بلکہ ہماری رائے کا انکی رائے
سے اتفاق ہو گیا ہے امام مظفر† طحاوی کا بھی امام ابو حنیفہ

† امام طحاوی نے صاف یہ بھی کہدیا ہی کہ جو کچھ امام ابو حنیفہ کہتے ہین اسمین انکا مقلد نہین ہون چنانچہ صفحہ نمبر ۶ جلد
ہمن امام ابو یوسف نے بواسطہ بقات صدر کلام مذہب منقول ہوا اس کلام طحاوی سے اور اقوال ابو بکر القفال اور
ابو علی بن خیران اور قاضی حسین اور ائمہ اصحاب کا جواب بھی ادا ہوا جو اکثر لوگ پیش کیا کرتے ہین کہ جن لوگون
نے اقوال ائمہ کو ضرور تقلید کی تائید مین پیش کرتے ہو یہ لوگ خود حنفی شافعی کہلاتے تھے مگر تقلید کسی مذہب کی نہ کرتے تھے
نہ ہوتی تو یہ لوگ حنفی و شافعی نہ کہلاتے

منشاء ومبعد الاتی هی
دار الخلافة ومدار العلم
والرشاد ومدینة
السلام ومعقل الاسلام
ومحل فی الاقطار ومحل
الامصار ولقی العلماء
اولی الایدی والابصار
واخذ الفقه والحدیث
عن المشایخ الکبار
وقال شمس الائمة
فیما هو مجمل ابی بمعرف
فی العلم وانا نقلده
فی ذلک فیجب علیه
بحسب تقلید المجتهد
له فقال وذلک فی الکشف
الکبیر دلیل علی ان
افقه من ابی المنصور
الماتریدی وقال
قاضیخان فی التوکیل
بالخصومة یجوز للمرأة
المحدودة ان توکل

تایم کئے ہین ناظرین کتب فقہ وخلافیات پر مخفی نہین ہین
کہ کرخی وغیرہ ابو حنیفہ سے اس مسئلہ مین علیحدہ ہوگئے
ہین کہ لفظ عام خاص ہوجانے کے بعد ہرگز لائق عمل
نہین رہتا۔ اور جو حدیث ایسے محل مین وارد ہو جس سے
بہت لوگون کو کام پڑے بہر ہر کو جبکہ فقط ایک دو شخص ہی
روایت کرین تو وہ حدیث جو حاجت کے وقت متروک
العمل رہی ہو لائق دست آویز نہین ہین۔ اور ابو بکر
رازی نے امام ابو حنیفہ سے اس مسئلہ مین مخالف ہین کہ عام
مخصوص البعض اگر مجمع ہو تو باقی افراد مین حقیقت ہے ورنہ
مجاز ہے کیا یہ مسایل جنمین کرخی اور ابو بکر رازی نے امام سے
خلاف کیا ہے مسایل اصول نہین ہین؟ پھر ابن الکمال نے
ابو بکر جصاص کو ایسے مقلدین سے شمار کیا ہے جو کسی نوع
کی اجتہاد پر فائز نہین۔ اور یہ ابو بکر کو حقیر جاننا ہے
اور انکو انکی اصل مرتبہ سے اوتارنا اور انکی علم مین جلیل
اور فقہ مین زبردست اور اصول مین بلند قابلیت اور ثابت
قدم ہونے سے اور انکی مضبوط طاقت اور نظر واستدلال
کو سید انور نے نہین سمجھا کہ ہی ہے اور چشم پوشی اور جہالت ہے
اور جو کوئی انکی تصانیف کو اور ان اقوال کو جو اور ون کی
تصانیف مین انسے منقول ہین تلاش کریگا وہ یقینًا جان لیگا
کہ شمس الائمہ کے بعد جو لوگ جنکو ابن الکمال نے مجتہدین مین شمار
کیا ہے وہ سب ابو بکر رازی جصاص کے عیال (ذریات) مین سے

وهي التي لم تخالط
الرجال بكرا كانت
او ثيبا كن اذكر ابو بكر
الرازي ثم قال وعامة
المشايخ اخذوا بما ذكره
ابو بكر الرازي رحمه الله
وفي الهداية ولو كانت
المرأة مخدرة قال الرازي
يلزم التكيل بما ذكره
قال وهذا شيء استحبه
المتأخرون وقال ابن
الهمام رحمه الله
هو الامام الكبير
ابو بكر احمد بن
بن علي الرازي رحمه الله
يعني اما على ظاهر
اطلاق الاصل وغيره
عن ابي حنيفة ومحمد الله
لا فرق بين البكر
والثيب المخدرة
والمبرزة والقوي

تصدیق ان دونوں کتابوں سے ہو سکتی ہے جو ابو بکر رازی نے آپنے
مختار مسایل پر قایم کی ہین آپنے بغداد مین وجود ائمہ خلافہ
ہی اور علم کا گہر نشو و نما پایا ہی اور اطراف اور بلاد مین سفر کیا
اور اہل قوت و بصیرت کی ملاقات کی اور بڑے بڑے مشایخ سے
حدیث و فقہ حاصل کی - شمس الایمہ حلوانی نے انکی تعریف مین کہا ہی
کہ یہ شخص بڑا آدمی ہے علم مین مشہور ہی ہمارے اوسکی تقلید کرتے
ہین اور بعض اصحاب مین جبکہ وہ علماء اور اوسکی بات مان
لیتے ہین سوا کریہ مقلد ہوتے تو شمس الایمہ حلوانی انکی
مجتہد کہتا ہی انکی تقلید نہیں کر جایز ہوتی - کشف الاسرار مین
ہی کہ ابو بکر رازی امام ابو المنصور ماتریدی کے اصحاب بڑے
فقیہ ہین - قاضیخان نے اپنے فتاوی کے باب توکیل بالخصومۃ
مین کہا ہی کہ پردہ دار عورت کو جسکو مردون سے اختلاط نہ ہو خواہ وہ
کنواری ہو خواہ بیاہی ہوی اپنی طرف سے کسیکو جیکر طلب کرنے کا
جایز ہی چنانچہ ابو بکر رازی نے فرمایا ہی پھر کہا کہ ہمارے
ابو بکر کا یہی قول کو لیا ہی - ہدایہ مین کہا ہی کہ اگر عورت پردہ نشین
ہو یا معزز ہو تو اوسکی طرف سے وکیل بھیجنا جایز ہی
لازم پھر کہا یہ مسئلہ علماء متاخرین نے لیا ہی - ابن الہمام نے
کہا ہی وہ یعنی اس مسئلہ کو بیان کرنے والا امام کبیر الشان ابو بکر احمد
احمد بن علی رازی ہین یعنے اصل مذہب امام ابو حنیفہ ہین تو
پردہ نشین اور کسلمند اہلی عورت مین کوئی فرق نہین
پر فتوے اسی پر ہے جو انہون نے فرمایا کہ عورت

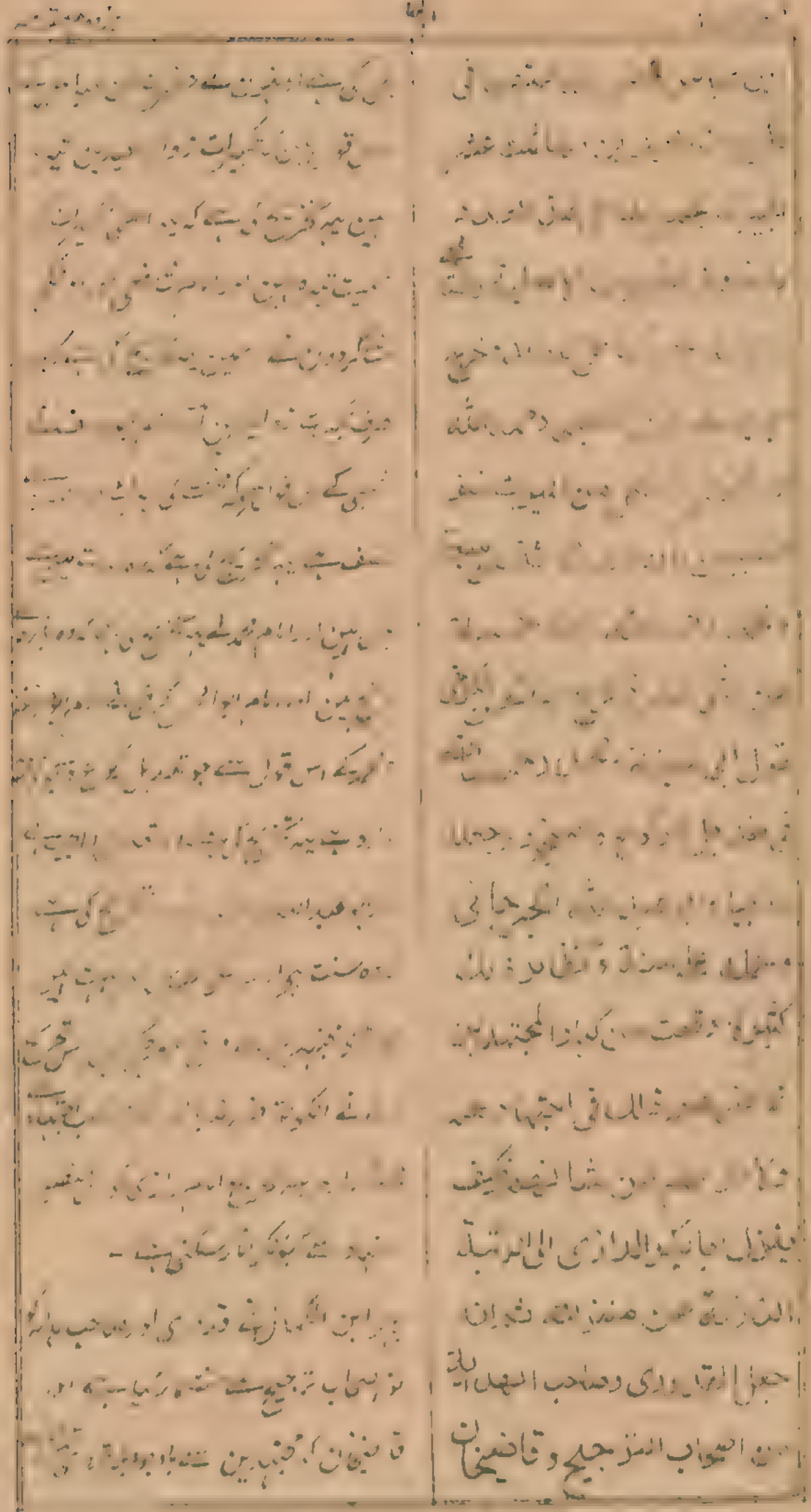

من المجتهدين مع تقدمه الثقدم
على شمس الائمة زمانا وكونه
اعلى منه كعبا واطول باعا لكيف
لا من قاضيخان وامّا صاحب
الهداية فهو المشار اليه في
في عصره والمعقود عليه الخناصر
في دهره وفريد وقته ونسيج
وحده وقد ذكر في الجواهر وغيره
انه اقر له اهل عصره بالفضل
والتقدم كالامام فخر الدين قاضيخان
والامام زين الدين العتابي وغيرهما
وقالوا انه فاق على اقرانه حتى على
شيوخه في الفقه واذعنوا له
بان تخريج ينزل شانه عن قاضيخان
فيما اتى بل هو احق منه بالا
جتهاد واثبت في اسبابه والزم
لابوابه هذا ثم لم يحصل من
بيانه فرق بين اهل الطبقة
الخامسة والسادسة ولم يات
بشعري ان هذا الرجل باي
مقياس قاسهم ووجد

سے بھی زمانہ مین اور علم مین مقدم ہین تو
پھر قاضیخان سے کیونکر نہوگا۔ رہے صاحب
ہدایہ سو یہہ بھی اپنے زمانہ مین جسمین
قاضیخان تھا) مشار الیہ تھے اور اپنے عہد
مین یکتا۔ جواہر وغیرہ مین کہا ہے کہ
صاحب ہدایہ کی اہل زمانہ (قاضیخان و امام زین الدین
صاحبی) وغیرہ نے صاحب ہدایہ کا اپنے ہمعصرون
سے علم مین مقدم ہونا تسلیم کر لیا ہے اور کہا ہے
کہ وہ اپنے اقران و امثال بلکہ اپنے استاذون
سے فقہ مین فائق ہوگئے ہین جسکو انکے
استاذ بھی مان گئے ہین۔ پھر یہہ قاضیخان
سے اجتہاد مین کیونکر کم رتبہ ہو سکتے ہین
وہ تو قاضیخان سے زیادہ اجتہاد کا حق رکھتے
ہین اور اسکے اسباب کو زیادہ ثابت اور موجب
کہنے والے اور اس اجتہاد کے دروازون مین داخل
رہنے والے۔ پھر ابن الکمال کا یہ بیان کہ یہا
ہے کہ اس سے اہل طبقۂ پنجم و ششم مین
کچھہ فرق معلوم نہین ہوتا۔ کاش کہ مین
جانتا کہ اس شخص (ابن الکمال) نے کس پیمانہ
سے ان مجتہدین کو ناپا ہے اور کیونکر ان
مین یہہ فرق پایا۔ یہہ شخص اس بات مین

هذا التفاوت بنيهم وهو قليل
المادسة في الباب كليل الموانسة
بمن ذكره في الكتاب ، ويعرف كثيراً
منهم ويجاهل ، احد الاثنين
ويعكس الامر ويقدم ما هو عليه
ويؤخر ، وينسب كثيراً من الكتب
لا الى صاحبها فكيف يعرف الطبقات
ويميز في الفقه درجاتهم والحال
ان العلم بهذه الكلية كالمتعذر بالنسبة
الى اجلة الفقهاء ، افهم العلماء
فانهم كالحلقة المفرغة لا يدري
اين طرفاها على ما ينبه اليه قوله
تعالى ومما نريهم من آياته الاهي
اكبر من اختها ويريد والله اعلم
ان كل آية اذا اجرت النظر اليها
قال الناظر هي اكبر لاية دالة
فلا يتصور ان يكون كل آية اكبر
من الاخرى من كل جهة بل قصد
ولكن لما كان الغالب على فقهاء
العراق السذاجة في الالقاب
وعدم التلون في العنوانات

کہ عبارت تباہ اور اون لوگون سے بچکا
کتاب مین ذکر کیا ہے پہچانتا نہ تھا۔
انمین سے بہت لوگون کو نہین پہچانتا
ایک شخص کو دو سمجھتا ہے اور دو کو
ایک۔ پہلے کو پچھلا بتاتا ہے اور پچھلے
کو پہلا۔ بتہیری کتابون ان لوگونکی
تصنیف بتاتا ہے جنکو وہ تصنیف نہین
ایسا شخص طبقات فقہاء کو کیونکر
پہچان سکتا ہے انکو درجات فقہ مین
کیونکر بیان کرسکتا ہے۔ ان درجات کا
پہچاننا بڑے بڑے علماء اور آئمہ کو
محال معلوم ہوتا ہے کیونکہ انکی مثال
ایک حلقہ کیسا ہے جسکے دونون طرف معلوم
نہون چنانچہ جو قول خداوندی کا ہے
نشانی اسکی یہ ہے کہ دیکھے ہر آیت
لیکن ابن الکمال کی غلطی اور سہو کہنے
کہنے کا منشا یہ ہے) کہ اکثر فقہاء
عراق کی عادت ہے کہ القاب
وخطاب بدلنے مین غیر متلون المزاج ہوتا
اور بڑے بڑے القاب وخطابات سے
طالبین طریق پرہیز بوجہ منہ کشی کرنا

على اهل خراسان ولا سيما ما وراء النهر
في القرون الوسطى والمتاخرة فهو
المغالات في الترفع على غيرهم
واعجاب حالهم والذهاب
بانفسهم عجبا وكبرياء والتصنع
بالتواضع سمعة ورياء يستصغرون
الاحاديث عمن سواهم ولا يستكر
هون في معمورة الارض مثوى
غير مثواهم قد تصور كل منهم في
خلده ان الوجود كله يصغر
بالاضافة الى بلده فلا جرم
انتزع عرق منهم في علمائهم
فلقبوا بالالقاب النبيلة ووسموا
بالاوصاف الجليلة مثل
شمس الائمة وفخر الاسلام
وصدر الشريعة واستمرت الحال
في اخلاقهم على ذلك المنوال
من الاتراف والغلو في تنويه
اسلافهم والعض من غيرهم
فاذا ذكروا واحدا من انفسهم
بالغوا في وصفه وقالوا الشيخ

کے زبانون مین اپنے بڑائی کے اظہار مین
غلو ہوگیا تہا اور انمین عجب (خود پسندی)
اور تکبر غالب ہوگیا تہا وہ اگر تواضع
(فروتنی) کرتے تو برائے نمائش کرتے
اور ونکی باتون کو حقیر سمجہتے اور تمام آبادی
زمین مین اپنی جگہہ کے سوائے کسی جگہہ
کو بزرگ نہ جانتے - ان مین ہر ایک
اپنے دل مین خیال کرتا کہ بہ نسبت اس کی
بستی کے اور جگہہ کی ہستی ہیچ ہے - ان
ہی لوگون کی رگ علماء اس دیار کیطرف
نکل آئی انہون نے اپنے گروہ کے بڑے
بڑے لقب مقرر کرلئے جیسے شمس الائمہ
(امامون کا سورج) فخر الاسلام
(اسلام کی بڑائی) صدر الشریعۃ
(شریعت کے سردار اور افسر)
انکے اخلاق مین بہی غلو اور اپنے
شان و رتبہ کو اونچا کرنے اور دوسرون
کی بزرگی سے چشم پوشی کرنا جاری رہا -
جب اپنے علماء سے کسیکا نام لیتے ہین
تو انکے اوصاف و القاب مین یون مبالغہ کرکے
کہتے ہین کہ فلانے شیخ امام اجل زاہد

الامام الاجل الزاهد الفقيه
ونحو ذلك واذا نقلوا كلاما عن غيرهم
فلا يزيدون على مثل قولهم قال الكرخي
والجصاص وربما يقتدي بهم من
عداهم ممن يتلقى منهم الكلام فيظن
الجاهل باحوال الرجال ومراتبهم
في الكمال وطبقات العلماء ودرجات
الفقهاء ظن السوء فياخذ في
الاستدلال بنباهة الاوصاف
على نباهة الموصوف فيحمله ذلك على
الانكار فيما عداهم واستخفاف رجال
الله سواهم وقد كان ابن الكمال
على ولايه عمل الافتاء من جهة الدولة
فاحوجه ذلك الى مراجعة كتب
الفتاوى والاكثار من مطالعة ما
فيها في تحصيل اربه والتخلص عن كربه
ووقع نظره في ما سار به على اهل ما وراء النهر
من رفع انفسهم والوضع من غيرهم
فانتزع اليهم وصار ذلك طبيعة
له وسببا لهجومه الى هذه التحكمات
الباردة والتعسفات الداهرة فكان

فقیہ نے یون فرمایا ہے اور جب وہ اور ان کے
اقوال نقل کرتے ہین تو اس سے زیادہ نہین
بولتے کہ کرخ کے باشندہ نے یون کہا ہے
اور اوس چونا بیچنے والے (یا اس موچی) نے
یون کہا ہے - پس ایسا ہی انکے مقتدی بولتے
ہین جو انکا کلام سنتے ہین اس سے جاہل لوگ
جو اشخاص کے حالات اور مراتب کمال سے ناواقف
ہوتے ہین انکی طرف سے بدظن ہو جاتے ہین
اور بڑے بڑے القاب و اوصاف والے لوگونکو
القاب سے انکی بڑائی ثابت کرنے لگ جاتے ہین
(مثلاً یون کہتے ہین کہ شمس الائمہ امامونکے سورج ہین)
اور چھوٹے القاب والے بزرگونکو القاب سے اونکی خفت
ثابت کرتے ہین (یعنے یون کہتے ہین کہ یہہ تو ایک
موچی یا چونہ فروش ہے یہہ شمس الائمہ کے رتبہ کو کیونکر
پہونچ سکتا ہی) یہہ (حضرت) ابن الکمال (مجوز طبقات)
جب دولت عثمانیہ کے مفتی ہوئے تو آپ
فتاوون کی کتابین دیکھنے لگے اس سیر و مطالعہ
مین انکی نظر ماوراء النہر یون پر پڑی جو اپنے
آپکو بلند کرتے اور غیرونکو پستی مین گراتے
لہذا انمین بہی انکی رگ پہوٹ آئی اور یہی
انکی عادت ہو گئی جو ان تحکمات (دینگا دینگی)

ما فعله حداً لمن بعده من الجهلة
فلا يجاوزون عما ذكره ولا يتعدون
طوره في تنزيل العالي عن درجته
ورفع غيره فوق رتبته فلو نقل
اليهم شيء من كبار العلماء ربما
يقولون انه ليس من المجتهدين
لانه ليس بمذكور في طبقاتهم
وغير مستور عن اهل الشان
ان ما اورده الرجل منهم في
كتابه كنغبة من داء ماء تربة
في بهماء وعن عائشة رضي الله
تعالى عنها قالت امرنا رسول الله
صلى الله عليه وسلم ان ينزل
الناس منازلهم صححه الحاكم وغيره
وكلهم ائمة الدين ودعات
الحق الى الارض ولكن الله فضل
بعضهم على بعض ۔ (ناظورہ)

اور تکلفات کی جانب ہجوم کرنے پر انکو باعث
ہوی پہر انکا یہہ فعل اور جاہلون کے لئے ایک
حد بن گیا جس سے وہ تجاوز نہین کرتے اور
اسیکے انداز پر۔ کسی کو اسکو مقرری درجہ سے
نیچا یا اونچا کرنے مین وہ اس حد سے آگے
نہین بڑہتے۔ انکے سامنے کسی بڑے عالم مجتہد
کی کوی بات نقل کیجاوے تو کہدیتے ہین کہ
یہہ مجتہد نہ تہا کیونکہ مجتہدون کے طبقات مین
اسکا ذکر نہین آیا اور یہہ امر مخفی نہین ہے
کہ جن لوگونکو اس شخص نے اپنی کتاب مین ذکر کیا ہے
وہ تو ایسے ہین جیسے دریا سے ایک گہونٹ اور حضرت
عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے ہمکو حکم دیا ہے کہ ہم لوگون
کو انکے لائق مرتبہ مین جگہ دین اس حدیث کو حاکم
وغیرہ نے صحیح کیا ہے۔ وہ سب علماء (جو اکثر
ابن الکمال کے طبقات مین مذکور نہین) دین کے
امام ہین اور زمین پر حق کیطرف لوگونکو بلانے والے
لیکن خدا نے ایک دوسرے پر بزرگی دی ہے ۔

یہہ آخر کلام علامہ صاحب ناظورہ کا ہے جو اس باب مین اونہون نے فرمایا ہے
اس کلام مین جو کچہہ علامہ نے فرمایا ہے وہ اجلہ حنفیہ وغیرہ علماء کے کتب مین موجود ہے جو ان
کی کسی بات کی اور علماء حنفیہ وغیرہ سے تصدیق و شہادت چاہے وہ ہمسے مطالبہ کرے ۔
اور انکے ہر ایک دعوی پر متعدد شہادتین و اقوال اجلہ علماء سن لی سروست ہم بعض

اقوال علمار آپکی تائید مین پیش کرتے ہین - ہمارے اس زمانہ کے محقق حنفی مولوی محمد عبد الحی صاحب لکھنوی نے اپنے رسالہ **النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر** مین علامہ ہارون کے اعتراضات کو جو ابن الکمال باشا کی طبقات و تجویزات پر اونہون نے وارد کئے ہین نقل کرکے فرمایا ہے -

وھذہ الانظار التی اوردھا کلھا مستحکمۃ منبوطۃ وقد کان بعضھا یخطر ببالی ویختلج بقلبی الا ان خوف المجادلین کان لا یدعنی لان کررھا الی ان ارسل الی بعض افاضل العصر الکتاب المذکور فطالعت وتشفت وحمدت اللہ علی حسن التوارد

یہہ اعتراضات جو علامہ ہارون نے وارد کئے ہین سب کے سب محکم و مضبوط ہین - یہہ اعتراضات میرے دل مین بھی کھٹکا کرتے پر ناحق جھگڑنے والون کا خوف مجھے انکو ذکر کرنے کی اجازت نہ دیتا تہا یہانتک کہ بعض فضلائے زمانہ نے علامہ ہارون کی کتاب میری پاس بھیجی تو مینے اسکا مطالعہ کیا اور اس سے نفع اوٹھایا اور ان اعتراضات مین علامہ ہارون کی رائے سے توافق حاصل ہونے پر خدا کا شکر ادا کیا -

اسیطرح پر مولوی صاحب ممدوح نے علامہ ہارون کی اس کلام کو نقل کیا ہے جو صفحہ (۳۱) مین منقول ہوا ہے کہ فقہا عراق مین سادہ ہین تہا اور فقہا خراسان وماوراالنہر مین بڑائی اور تفاخر - اسکے بعد علامہ ہارون کے اس قول کو نقل کیا ہے جو صفحہ (۳۶) مین منقول ہوا کہ "مسائل مذہب حنفی کے تین طبقہ ہین - اور متون مختصرہ متاخرین وقایہ وکنز ونقایہ وغیرہ ان متون مین سے نہین جنکی نسبت کہا گیا ہے کہ جو مسئلہ متون مین ہو وہ شرح والمسائل سے مقدم ہے" - اسکے بعد مولوی صاحب ممدوح نے مجتہدین کے اقسام کو بیان کیا ہے اور امام ابو یوسف و امام محمد کا اصول و فروع مین امام ابو حنیفہ سے مخالف ہونا بیان فرمایا ہے جسمین ابن الکمال کی کلام کی تزئیف اور علامہ ہارون کی کلام کی

بضمیمہ نمبر ۷ مین صفحہ ۱۵ منقول ہوا تائید پاتی جاتی ہے

واعلم ان مذہب الامام ابی حنیفۃ اکثرہ ماخوذ عن الصحابۃ الذین نزلوا بالکوفۃ ومن بعدھم من علمائھا وکان الزم بمذھب ابراھیم عظیم لشان فی التخریج علی مذھبہ وکان اشھر اصحابہ ابو یوسف تولی قضاء القضاۃ زمن ھارون الرشید فکان سببا لشیوع مذھبہ فی اقطار العراق وبلاد ماوراء النھر وغیرھا وکان احسنھم تصنیفا وجمعا محمد بن الحسن فجمع فی تصانیفہ رایہ ورای شیخیہ فوجہ اصحاب ابی حنیفۃ الی تلک التصانیف تلخیصا وتقریبا وتخریجا وتاسیسا وانما عد مذھب ابی یوسف ومحمد مذھب ابی حنیفۃ مذھبا واحدا مع انھما مجتھدان مستقلان۔ لانھما مع مخالفتھما لہ فی الاصول والفروع لم یتجاوزا عن محجۃ ابراھیم وغیرہ من علماء الکوفۃ کذا قال المحدث ولی اللہ الدھلوی فی رسالۃ

آپ فرماتے ہین امام ابو حنیفہ کا مذہب اکثر ان صحابہ سے ماخوذ ہے جو کوفہ مین رہتے تھے انکے سوائے وہانکے تابعیون سے امام صاحب ابراہیم (تابعی) کے مذہب پر تخریج کرنے مین عظیم الشان تھے۔ آپکے صحبتیون (شاگردون) سے امام ابو یوسف ہارون رشید کے زمانہ مین قاضیون کے قاضی بنے یہی امر ملک عراق وماوراء النہر مین انکے مذہب پھیلنے کا سبب ہوا اور آپکے شاگردون سے امام محمد کو تصنیف کا مذہب خوب آتا تھا انہون نے اپنی تصانیف مین اپنے اور اپنے استاذ (ابو حنیفہ) کی رائے کو جمع کیا۔ حنفیہ علماء نے اون تصانیف (امام محمد) کے خلاصہ نکالنے اور انکو قریب الفہم کرنے اور انمین سے تخریج کرنے اور انکی بنا پر اور تالیف کرنے کی طرف توجہ کی تو یوسف ومحمد کا مذہب ابو حنیفہ کا مذہب مین شامل ہو کر ایک سمجھا گیا باوجودیکہ وہ اصول وفروع مین امام ابو حنیفہ کی مخالف ہین اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ ابراہیم نخعی وغیرہ علماء کوفہ کی طریق اجتہاد سے تجاوز نہین کیا۔ اسی طرح محدث ولی اللہ دہلوی نے

الانصاف فی بیان سبب الاختلاف

واعلم ان المجتهد علی اقسام ثلثة احدها

المجتهد المطلق المستقل ومن شروطه

فقه النفس وسلامة الذهن وصحة

التصرف والاستنباط والتيقظ ومعرفة

الادلة والآلات المذكورة فی الاصول

وشروطها مع الفقه والضبط لمعظم

المسائل وثانيها المجتهد المطلق المنتسب

الی امام معين من الائمة المجتهدين

لكن لا يقلد الا فی المذهب ولكنه يستدل

لاتصافه بآلات الاجتهاد وانما انتسب

اليه لسلوكه طريقه فی الاجتهاد

وثالثها المجتهد فی المذهب

وهو ان يكون مقيدا بمذهب

امام مستقلا بتقرير اصوله بالدليل

غير انه لا يجاوز فی ادلة اصول

امامه وقواعده مشتركونه عالما بالمذهب

واصوله وادلة الاحكام تفصيلا

وكونه بصيرا بمسالك الاقيسة

والمعانی تام الارتياض فی التخريج

والاستنباط بقياس غير المنصوص

رسالہ الانصاف فی بیان سبب الاختلاف مین کہتا ہے

(یہ ہی) جاننا چاہئے کہ مجتہد تین قسم پر ہین

ایک مجتہد مطلق مستقل ہے کہ اسکی شرطین

کہ اسکی ذات (یا طبیعت) مین قوت اجتہاد وسلامت

ذہن وصحت تصرف واستنباط وبیداری ومعرفت

دلائل شرعیہ اور انکی آلات کی اور جو علم اصول مین

مذکور ہین) اور ضبط مسائل اصول موجود ہو۔

قسم دوم مجتہد مطلق منتسب یہ وہ ہے

جو کسی مجتہد کیطرف منسوب ہو لیکن وہ اسکا

مقلد نہو نہ اصول مین نہ فروع مین کیونکہ

وہ خود اسباب اجتہاد کا محل ہوتا ہے اسکا کسی امام

کیطرف منسوب ہونا صرف اسوجہ سے ہے کہ وہ اپنے اجتہاد

مین اس امام کے طریق پر چلتا ہے قسم سوم

مجتہد فی المذہب۔ یہ وہ ہے کہ کسی امام کے مذہب

کا پابند ہو اور اپنے اصول کے تقریر دلائل بیان

کرنے مین مستقل ہو۔ یعنی وہ ان اصول و دلائل

مین امام کے اصول و دلائل کی مخالفت نہ کرتا ہو

اسکی شرط یہ ہے کہ وہ اس مذہب کی اصول و دلائل

سے بخوبی واقف ہو اور اسکی تخریج و استنباط

پوری دسترس رکھتا ہو یہ شخص تقلید سے خالی نہیں

ہوتا کیونکہ اسمین بعض اسباب اجتہاد

لعلمه باصول امامه ولا يعرى
عن تقليد لامامه لا خلاله
ببعض ادوات الاجتهاد المستقل
كالنحو والحديث ونحو ذلك كذا
ذكره ابن حجر المكي في رسالته
شن الغارة على من اظهر معرة
تقوله في الحنا وعواره اما القسم
الاول فاتصف به الائمة الاربعة
ومن بعدهم وقال ابن حجر قال
ابن الصلاح ان هذه المرتبة قد انقطعت
من نحو ثلث مائة سنة ولابن الصلاح نحو
ثلث مائة فيكون انقطعت من نحو ستمائة
سنة بل نقل ابن الصلاح عن بعض الاصوليين
انه لم يوجد بعد عصر الشافعي مجتهد مستقل انتهى
وفي الميزان لعبد الوهاب الشعراني قد نقل
الجلال السيوطي ان الاجتهاد المطلق على قسمين
مطلق غير منتسب كما عليه الائمة الاربعة
ومطلق منتسب كما عليه اكابر اصحابهم
قال ولم يدع الاجتهاد المطلق غير
المنتسب بعد الائمة الاربعة الا الامام
محمد بن جرير الطبري ولم يسلم له ذلك انتهى
هكذا النقل عن الميزان الشعرانية ثم قال

مثل علم نحو و حدیث وغیرہ کا نقصان
پایا جاتا ہے۔ ایسا ہی ابن حجر نے
رسالہ شن الغارہ
مین کہا ہے۔ قسم اول اجتہاد تو ائمہ
اربعہ اور انسے پچھلے مجتہدون مین پایا جاتا
ہے۔ ابن حجر نے کہا ہے کہ ابن صلاح
نے فرمایا ہے کہ یہہ مرتبہ تین سو
برس سے موقوف ہو چکا ہے۔
اور تین سو برس ابن الصلاح کو ہو چکے
ہین۔ تو اب (نوین صدی مین جو ابن
حجر کا زمانہ ہے) اس مرتبہ کے انقطاع
کو چھہ سو برس ہو لئے بلکہ ابن الصلاح نے تو بعض
اصولیون سے یہہ بہی نقل کیا ہے کہ زمانہ امام
شافعی کے بعد مجتہد مستقل کوئی نہین ہوا شعرانی
کی میزان کبری مین ہے کہ جلال الدین سیوطی نے کہا ہے
کہ اجتہاد دو قسم ہے اجتہاد مطلق غیر منتسب
جسپر ائمہ اربعہ تہے۔ اجتہاد مطلق منتسب
جسپر انکے اکابر شاگردان یا (اہل مذہب) تہے
پہر کہا کہ اجتہاد مطلق غیر منتسب کا دعوی
ائمہ اربعہ کے بعد بجز امام محمد بن جریر طبری
کسی نے نہین کیا۔ اور انکا دعوی مانا + نہین گیا۔
ایسا ہی مولوی صاحب موصوف نے میزان شعرانی سے نقل کیا ہے

+ یعنی جانے نہین مانا چنانچہ کلام صاحب نافع کبیر جو صفحہ (۷۳) مین منقول ہوگا اسپر شاہد ہے ورنہ بعض علماء مین انکے اجتہاد کا مسلم ہونا تو محل انکار نہین ہے۔ دیکھو معیار الحق مطبوعہ دہلی صفحہ (۲۷) جسمین انکے اور کئی اور مستقل مجتہدین کا اجتہاد بڑے بڑے علماء کی شہادت سے ثابت کیا گیا ہے۔

وقال بحر العلوم اللكنوی فی شرح تحریر
الاصول اعلم ان بعض المتعصبین
قالوا اختتم الاجتہاد المطلق علی الائمۃ
الاربعۃ ولم یوجد مجتہد مطلق بعدہم
والاجتہاد فی المذہب اختتم علی العلامۃ
النسفی صاحب الکنز ولم یوجد مجتہد
فی المذہب وھذا غلط وھجر بالغیب
فان سئل من این علمتم ھذا لا یقدرون
علی ابداء الدلیل اصلا ثم ھو تحکم علی
قدرۃ اللہ تعالی فمن این یحصل علم
ان لا یوجد الی یوم القیمۃ احد
یتفضل اللہ علیہ بمقام الاجتہاد
فاجتنب عن مثل ھذہ التعصبات اھ
وقال ھو ایضا فی شرح مسلم الثبوت
من الناس من حکم بوجوب خلو الزمان
عن المجتہد بعد العلامۃ النسفی
وعنوانہ الاجتہاد فی المذہب واما
اجتہاد المطلق فقالوا انہ اختتم بالائمۃ
الاربعۃ حتی ادعوا اتفاقہم واحسن من
ھولاء علی الامۃ وھذا کلہ ھوس
من ھوساتھم لما یأتوا بدلیل ولا

پھر فرمایا کہ بحر العلوم لکنوی نے شرح
تحریر ابن الہمام میں فرمایا ہے تو جانے
بعض متعصبون نے کہا ہے کہ اجتہاد مطلق ائمہ
اربعہ پر ختم ہو چکا انکے بعد مجتہد مطلق کوئی
نہیں ہوا اور اجتہاد فی المذہب علامہ نسفی
صاحب کنز پر ختم ہوا ہے انکے بعد مجتہد فی
المذہب کوئی نہیں یہ بات غلط اور غیب سے
پتھر مارنا ہے اگر کوئی ان سے پوچھے کہ یہ بات تم نے
کہاں سے جانی تو اسپر دلیل پیش نہ کر سکیں گے
پھر یہ تو خدا تعالی کی قدرت پر دخل دینا ہے
کا ایک حکم لگانا ہے یہ کہاں سے معلوم ہو سکتا ہے
کہ قیامت تک خدا تعالی کسی پر منصب اجتہاد کا
فضل نہ کریگا ایسے تعصبات سے بچنا چاہئے
اور بحر العلوم نے شرح مسلم الثبوت میں
فرمایا ہے بعض لوگوں نے علامہ نسفی کے
بعد مجتہد فی المذہب سے تمام زمانہ کے خالی
ہونے کا حکم لگا دیا ہے۔ اور اجتہاد
مطلق تو وہ ائمہ اربعہ ہی پر ختم کر چکے
ہیں یہانتک کہ تمام امت یہاں ہی سے
کسی نہ کسی کی تقلید واجب سمجھتے ہیں یہ سب انکی
ہوس ہیں جسپر وہ کوئی دلیل نہیں لائے

لا یعبا بکلامهم وانما هم من الذین
حکم الحدیث علیهم انهم افتوا بغیر علم
فضلوا واضلوا ولم یفهموا ان هذا
اخبار بالغیب فی خمس لا یعلمهن الا
الله انتهی والحاصل ان من ادعی
بانه قد انقطعت مرتبة الاجتهاد
المطلق المستقل بالائمة الاربعة
انقطاعا لا یمکن عوده فقد غلط و
خبط فان الاجتهاد رحمة من الله سبحانه
ورحمة الله لا تقتصر علی زمان دون
زمان ولا علی بشر دون بشر ومن
ادعی انقطاعها فی نفس الامر مع امکان
وجودها فی کل زمان فان اراد
انه لم یوجد بعد الاربعة مجتهد
اتفق الجمهور علی اجتهاده وسلموا
استقلاله کاتفاقهم علی اجتهادهم
فهو مسلم والا فقد وجد بعدهم
ایضا ارباب الاجتهاد المستقل
کابی ثور البغدادی وداؤد الظاهری
ومحمد بن اسمعیل البخاری وغیرهم علی
ما لا یخفی علی من طالع کتب الطبقات

اور انکی اس کلام کا کچھ بھی اعتبار نہین -
یہہ وہ لوگ ہین جنکے حق مین حدیث نبوی کا یہہ
حکم ہے کہ انہون نے لاعلمی سے فتوی دیا پس خود
گمراہ ہوئے اور اورون کو بھی گمراہ کیا - انہون
نے یہہ نہ سمجھا کہ یہہ بات تو اون پانچ غیبی
باتون سے ہے جنکا علم بجز خدا تعالی کسی کو نہین
ہے - اس کلام کا حاصل (مولوی صاحب
فرماتے ہین) یہہ ہے کہ جو یہہ دعوی کرے کہ اجتہاد
مطلق مستقل ائمہ اربعہ پر ایسا ختم ہوا ہے جسکو کہ
پھر کسی سے ہونا ممکن نہین ہے تو اسنے غلط کہا
اور خبط کیا کیونکہ اجتہاد رحمت خدا کی ایسی نہین ہے
وہ کسی زمانہ اور کسی بشر سے مخصوص نہین -
اور جو یہہ دعوی کرے کہ ائمہ اربعہ کے بعد مجتہد
مستقل کا ہونا ممکن تو تھا پر یہہ امکان وقوع
مین نہین آیا اور انکے بعد ایسا مجتہد کوئی نہین ہوا
اسکی مراد اگر یہہ ہے کہ انکے بعد ایسا مجتہد مستقل
کوئی نہین ہوا جسکے اجتہاد کو سب نے مان لیا
ہو جیسے کہ ائمہ اربعہ کے اجتہاد کو سب نے مان لیا
ہے تو یہہ دعوی مسلم ہے اور اگر یہہ مراد ہے کہ انکے
بعد کسی کا مجتہد مستقل ہونا کسی نے بھی نہین مانا تو
یہہ غلط ہے - ائمہ اربعہ کے بعد بھی مجتہد مستقل ہوئے ہین

واما القسم الثاني فاتصف به ابو يوسف ومحمد وغيرهما من اصحاب ابي حنيفة وفي الشافعية كثيرون بلغوا هذه المرتبة كالنووي وابن الصلاح وابن دقيق العيد وتقي الدين السبكي وابنه تاج الدين السبكي والسراج البلقيني وابن الزملكاني والسيوطي وغيرهم ممن عاصرهم او تقدمهم. علم ذكره السيوطي في حسن المحاضرة في اخبار مصر والقاهرة وغيره وفي الانصاف انقرض المجتهد المطلق المنتسب في مذهب ابي حنيفة بعد المائة الثالثة وذلك لانه لا يكون الا محدثا جيدا واشتغالهم بعلم الحديث قليل قديما وحديثا وانما كان فيه المجتهدون في المذهب وهذا الاجتهاد اراد من قال ادنى الشروط للمجتهد ان يحفظ المبسوط وقال المجتهد المنتسب في مذهب

جیسے ابو ثور بغدادی اور داؤد ظاہری اور محمد بن اسمٰعیل بخاری وغیرہ جنکا حال ناظرین طبقات پر مخفی نہین ہے۔ قسم دوم اجتہاد امام ابو یوسف اور امام محمد وغیرہ امام ابو حنیفہ کے شاگردان اور متبعین مین پایا جاتا ہے۔ شافعیہ سے اس رتبہ اجتہاد کو بہت لوگ پہنچے ہین جیسے امام نووی۔ ابن الصلاح۔ ابن دقیق العید۔ تقی الدین سبکی اسکا بیٹا تاج الدین سبکی سراج الدین بلقینی۔ ابن الزملکانی سیوطی وغیرہ جو ان ائمہ کے ہمعصر تھے یا ان سے پہلے گذر چکے تھے چنانچہ امام سیوطی نے (حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ) مین ذکر کیا ہے اور انصاف (تالیف شاہ ولی اللہ صاحب) مین ہے مجتہد مطلق منتسب امام ابو حنیفہ کے مذہب مین تیسری صدی کے بعد گذر چکے کیونکہ مجتہد مطلق جید محدث ہوتا ہے اور ان لوگون کا شغل علم حدیث سے زمانہ قدیم و جدید مین کم رہا ہے انمین مجتہد فی المذہب ہی رہے ہین۔ یہی اجتہاد فی المذہب اس شخص کی مراد ہے جسنے کہا ہے کہ مجتہد کے لیے

مالك وكل من كان منهم بهذه المنز
فانه لا يعد تفرده وجها في المذهب
كابن عبد البر وابي بكر بن العربي
واما مذهب احمد فكان قليلا
قديما وحديثا وكان فيه المجتهدون
طبقة بعد طبقة الى ان انقرض في
المائة التاسعة واضمحل في اكثر
البلاد الا انهم الآن قليلون بمصر
بغداد واما مذهب الشافعي فاكثر
المذاهب مجتهدا مطلقا ومجتهدا في
المذهب واكثر المذاهب اصولا
ومتكلما واوفرها مفسرا للقرآن وشارحا
للحديث واسندها اسنادا ورواية
وكان اوائل اصحابه مجتهدين
بالاجتهاد المطلق ليس فيهم من يقلده
في جميع مجتهداته حتى نشا ابن سريج
فاسس قواعد التقليد والتخريج
ثم جاء اصحاب يمشون في سبيله
وينسجون على منواله ولذلك يعد
من المجددين على راس المائتين انتهى
واما القسم الثالث فاتصف
به كثيرون من الاصحاب الحنفية كما

کم سے کم کتاب مبسوط امام محمد کا یاد ہونا
شرط ہے - مالکی مذہب مین مجتہد منتسب کم
ہوئے ہین انمین سے جو شخص اس رتبہ اجتہاد کو پہنچا
ہے جیسے ابن عبد البر اور ابو بکر بن عربی)
انکا قول مالکی مذہب کی ایک روایت متصور
نہین - امام احمد کا مذہب پہلے اور سنے
زمانہ مین کم رہا پھر انمین طبقہ بطبقہ مجتہد مطلق
چلے آئے یہانتک کہ نوین صدی مین وہ سب تمام
ہوئے اور یہہ مذہب اکثر شہرون مین مضمحل
ہوگیا بجز مصر و بغداد کہ وہان چند لوگ
اس مذہب کے رہے - رہا شافعی مذہب
اسمین مجتہد مطلق اور مجتہد فی المذہب اور
اصولی اور مفسر اور حدیث کے شارحین سب
مذاہب سے زیادہ ہوئے ہین اور یہہ مذہب
اسناد و روایت مین سب سے بڑھکر ہے
اس مذہب کے پہلے لوگ تو مجتہد مطلق
تھے انمین کوئی ایسا نہ تھا کہ امام شافعی کا بھی
اجتہادی مسائل مین مقلد ہو یہانتک کہ ابن سریج
پیدا ہوا اور اسنے تقلید و تخریج کا طریق نکالا
اسکے بعد جو آیا اسنے وہی طریق اختیار کیا
اسی وجہ سے ابن سریج دوسری صدی کے مجددین
(نئے طریق نکالنے والون) سے شمار ہوا **اب**

ذکرہ مفصلاً وفی باقی المذاهب ایضا کثیرون بلغوا هذه المرتبة

رہا قسم سوم اجتہاد سو حنفیون مین سے بہت لوگون مین پایا جاتا ہے اور باقی مذاہب کے لوگون سے بھی اس رتبہ کو بہت لوگ پہنچے ہین۔

اسکے بعد مولوی صاحب موصوف نے کتاب اعلام الاخیار کفوی اور رد المحتار حاشیہ دُر المختار سے مسائل مذہب حنفی کے تین درجات بیان کیے ہین بعینہٖ اس بیان کے مطابق جو علامہ ہارون سے ضمیمہ نمبر ۵ مین بصفحہ (۳۰) منقول ہو چکا ہے

اسکے بعد فرمایا ہے شاید تو نے

لعلك تتفطن من هذا البحث انه ليس كل ما في الفتاوى المعتبرة المتداولة كالخلاصة والظهيرية وفتاوى قاضيخان وغيرها من الفتاوى التي لم يتميز اصحابها بين المذاهب والتخريج وغيره قول ابي حنيفة و صاحبيه بل منها ما هو منقول عنهم ومنها ما هو مستنبط الفقهاء و منها ما هو مخرج الفقهاء فيجب على الناظر فيها ان لا يتجاسر على نسبة كل ما فيها اليهم بل يميز بين ما هو قولهم وما هو مخرج من بعدهم ومن لم يتميز بين ذلك وبين هذا اشكل الامر عليه ألا ترى في مسئلة العشر في الحشائش بحث الحياض فان الفتاوى مملوة

اس بحث سے سمجھ لیا ہوگا کہ جو مسائل ان کتب فتاوون مین (جیسے خلاصہ ظہیریہ قاضی خان وغیرہ جو اصل مذہب اور اسکی تخریج مین تمیز نہین کرتے) پائے جاتے ہین یہہ سبھی امام ابو حنیفہ اور انکے شاگردون کے اقوال نہین ہین بلکہ بعض انمین سے ان ائمہ سے منقول ہین بعض فقہاء کے مستنبط مسائل بعض فقہاء کی تخریجات۔ لہذا ان مسائل مین نظر کرنیوالون کو چاہیے کہ ان سب مسائل کو ان ائمہ کی طرف منسوب کرنے مین دلیری نکرین بلکہ اصل قول اور اسکی تخریج مین تمیز کرلین۔ جو یہہ تمیز نہین کرتا ہے کہ وجہ سے مسائل مین اشتباہ و اشکال پیدا ہوتا ہے۔ دیکھو مسئلہ دہ در دہ

من اعتباره والفتوى عليه مع انه
ليس مذهب صاحب المذهب وانما
مذهبه كما صرح به محمد في الموطأ
قد ماء اصحابنا هو انه لو كان الحوض
بحيث لا يتحرك احد جوانبه بتحريك
الجانب الآخر لا يتنجس بوقوع النجاسة
فيه والا يتنجس ومن لم يتيقنه وظن
ان مذهب صاحب المذهب تعسر
عليه الامر في تاصيله على اصل شرعي
معتمد عليه وقد حققت هذا
البحث بالامر مزيد عليه في شرح شرح
الوقاية فليراجع وكذلك مسئلة
الاشارة في التشهد فان كثيرا من
كتب الفتاوى متوارة على منعها
وكراهتها فيظن الناظرون فيها
ان مذهب ابي حنيفة وصاحبيه
فيشكل عليهم الامر بورود احاديث
متعددة قولية وفعلية تدل على
جوازها وسنيتها قال علي القاري
المكي في رسالته تزئين العبارة
لتحسين الاشارة بعد ما ذكر

متاخرین کے فتاوے اسکی معتبری بیان کرنے
اور اس پر فتوی دینے سے پر ہین باوجودیکہ
یہہ اصل مذہب نہین ہے اصل مذہب حنفی
(چنانچہ امام محمد نے موطا مین اور ہمارے کئی قدیم
علمانے بیان کیا ہے) یہہ ہے کہ اگر حوض اتنا وسیع
ہو کہ اسکی ایک جانب کے پانی کو ہلانے سے
دوسری جانب نہ ہلے تو اسکی ایک جانب مین
نجاست پڑجانے سے دوسری جانب نجس
نہین ہوتی - جو اس بات کو خوب نہین سمجھتا
اور وہ درد کو اصل مذہب حنفی سمجھتا ہے
اسپر اس مسئلہ کے لیئے کوئی شرعی اصل نکالنا
مشکل ہو جاتا ہے - ایسا ہی التحیات مین اشارہ
بالسبابہ کا مسئلہ ہے بہت سے فتاوون کا
اسکی ممانعت و کراہت پر اتفاق ہے اون فتاوون
کو دیکھنے والا یہہ سمجھتا ہے کہ یہہ امام ابوحنیفہ
اور انکے شاگردون کا مذہب ہے پھر اسکو یہہ
شبہ پیدا ہوتا ہے کہ بہت سے حدیثین قولی و
فعلی اس اشارہ کے جواز و مسنون ہونے پر شاہد ہین
پھر اس مذہب کراہت و ممانعت کی کیا اصل ہے
ملا علی قاری نے رسالہ تزئین العبارۃ لتحسین
الاشارۃ مین احادیث رفع سبابہ کے نقل

الاخبار الدالة على الاشارة لم يعلم
من الصحابة ولا من علماء السلف خلاف
في هذه المسئلة ولا في جواز الاشارة
بل قال به امامنا الاعظم وصاحباه
وكذا مالك والشافعي واحمد وسائر
علماء الامصار والاعصار وقد
نص عليه مشائخنا المتقدمون والمتأخرون
فلا اعتداد لما ترك هذه السنة
الاكثرون من سكان ما وراء النهر واهل
خراسان والعراق وبلاد الهند ممن
غلب عليهم التقليد وفاتهم التحقيق
والتاييد من التعلق بالقول السديد
وقد ذكر محمد في موطائه حديثا في
ذلك ثم قال وبصنع رسول الله صلى
الله عليه وسلم ناخذ وهو قول ابي حنيفة
ونقل الشمني في شرح النقاية انه قال
ابو يوسف في الامالي انه يعقد الخنصر
والبنصر ويحلق بالوسطى والابهام و
يشير بالسبابة انتهى كلامه ملخصا
ثم قال علي القاري وقد اغرب الكيداني
حيث قال والعاشر من المحرمات الاشارة

کرنیکے بعد کہا ہے کہ صحابہ اور پچھلے علما کا
اس مسئلہ مین اختلاف نہین ہوا - بلکہ خود
امام اعظم اور انکے شاگردان اور امام مالک
وشافعی وامام احمد وغیرہ سبھی شہرون اور
زمانون کے علماء اسکے قائل ہین اور ہمارے
مشائخ متقدمین و متاخرین بھی اسکو بتصریح بیان
کر چکے ہین پھر جو اکثر ماوراء النہر و خراسان و
عراق و ہند کے رہنے والون نے (جنپر
تقلید غالب ہو گئی ہے اور انسے تحقیق فوت
ہوئی ہے) اسکو ترک کر رکھا ہے اسکا کچھ
بھی اعتبار نہین - امام محمد نے اپنے موطا مین
اسباب مین حدیث وارد کی ہے پھر فرمایا
کہ ہم بھی آنحضرت اس فعل پر عمل کرتے ہین
اور یہی امام ابو حنیفہ کا قول ہے - اور شمنی نے
شرح نقایہ مین کہا ہے کہ امام ابو یوسف نے
امالی مین فرمایا ہے کہ اشارہ کرنیکے وقت
سب سے چھوٹی انگلی اور اسکی ساتھ والی
کو اکٹھا کر لے اور بیچ والی انگلی اور انگوٹھی
کا حلقہ بنا وے اور کلمے کی انگلی اٹھاوے
یہہ کلام شمنی کا خلاصہ ہے - پھر ملا علی قاری نے
کہا ہے کہ کیدانی نے انوکھی بات کہی ہے

بالسبابة كاهل الحديث اى مثل اشارة
جماعة يجمعهم العلم بحديث رسول الله صلى
الله عليه وسلم وهذا منه خطأ عظيم
وجرم جسيم منشأه الجهل عن
قواعد الاصول ومراتب الفروع من
النقول ولولا حسن الظن به وتأويل
كلامه بسببه لكان كفره صحيحا وارتداده
صريحا فهل يحل لمؤمن ان يحرم ما
ثبت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
ما كاد ان يكون متواترا في نقله ويمنع
جواز ما عليه عامة العلماء كابرا عن كابر
انتهى فظهر منه ان قول النهي المذكور
في الفتاوى انما هو من مخرجات المشائخ
لا من مذهب صاحب المذهب وقس
عليه امثاله وهي كثيرة لا تخفى على
المحقق واذا عرفت هذا
فح يسهل الامر في دفع طعن المعاندين
على الامام ابي حنيفة وصاحبيه
فانهم طعنوا في كثير من المسائل المدرجة
في فتاوى الحنفية انها مخالفة
للاحاديث الصحيحة او انها ليست

جہان یہہ کہدیا ہے کہ دسوان فعل حرام نماز
مین اشارہ کرنا ہے جیسے اہلحدیث کرتے
ہین اسکا یہہ کہنا بڑا گناہ اور بھاری جرم
ہے جسکا منشأ و سبب قواعد اصول و مراتب
فروع سے جہالت ہے اگر حسن ظنی اور اسکے
سبب تاویل کی گنجایش نہوتی تو اسکا کفر ثابت
ہوچکا تھا اور مرتد ہونا کھلم کھلا تھا بھلا
کوئی مومن آنحضرت صلعم کے ایسے فعل کو جسکی
نقل تواتر کے قریب ہو حرام کہہ سکتا ہے؟
اور اس فعل سے جسپر اکابر علماء چلے آئے ہین
منع کرسکتا ہے؟ ملا علی قاری کا کلام تمام
ہوا۔ اس سے ظاہر ہو کہ جو فتاوون مین
ممانعت اشارہ مذکور ہے یہہ اصل بانی
مذہب کا قول نہین ہے۔ صرف علماء
مذہب کی تخریجات سے ہے۔ اسپر اسکے نظائر
کو قیاس کرلے۔ جب تو نے یہہ
جان لیا تو اب تجھے امام ابوحنیفہ اور
انکے شاگردون کے معاندین کے طعنون کو جواب
دینا آسان ہوگیا انہون نے بہت مسائل
پر جو حنفیون کے فتاوون مین درج ہین
یہہ طعن کیا ہے کہ یہہ صحیح حدیثون کے مخالف ہین

متأصلة على اصل شرعي ونحو ذلك
وجعلوا ذلك ذريعة الى طعن الائمة
الثلثة ظنا منهم انها مسائلهم و
مذاهبهم وليس كذلك بل هي من
تفريعات المشائخ استنبطوا من الاصول
المنقولة عن الائمة فوقعت مخالفة
للاحاديث الصحيحة فلا طعن بها على
الائمة الثلثة بل ولا على المشائخ
ايضا فانهم لم يقرروها مع علمهم بكونها
مخالفة للاحاديث اذ لم يكونوا متلاعبين
في الدين بل من كبراء المسلمين بهم
وصل الينا ما وصل الينا من فروع
الدين بل لم يبلغهم تلك الاحاديث
ولو بلغتهم لم يقرروا على خلافها
فهم في ذلك معذورون وماجورون

اور انکے لیے شرع مین کوئی اصل نہین ہے
اور اس امر کو انہون نے ان امامون پر طعن کرنے
کا ذریعہ بنا لیا ہے یہ سمجھکر کہ یہ مسائل ان
امامون کے مسائل ہین اور انکے مذاہب مین
داخل۔ اور حقیقت مین بات یون نہین وہ مسائل
تو صرف حنفی علماء کے مسائل ہین جو انہون نے
اصول امام سے استنباط کیے ہین پھر وہ احادیث
صحیحہ کے مخالف نکلے۔ لہذا ان مسائل کے
سبب اون تین امامون پر طعن نہین ہو سکتا۔
بلکہ اون علماء (ان مسائل کے استنباط کرنیوالون)
پر بھی طعن مناسب نہین کیونکہ انہون نے دیدہ
و دانستہ احادیث کا خلاف نہین کیا اور
نہ ان مسائل کو احادیث صحیحہ کے مخالف
جانکر قائم رکھا ہے وہ دین سے ہنسی کرنیوالے
نہ تھے بلکہ وہ بڑے مسلمان سے تھے جنکے سبب
ہمکو مسائل دین پہنچے ہین انکو وہ حدیثین نہین پہنچی اور اگر انکو وہ حدیثین پہنچ جاتین
تو وہ ان احادیث کے برخلاف ان مسائل کو قائم و مقرر نہ رکھتے۔ اسلیے وہ ان
مسائل مین احادیث صحیحہ کا خلاف کرنے مین معذور ہین اور ان مسائل مین خطا
کرنے پر ماجور۔

اسکے بعد مولوی صاحب نے امام ابوحنیفہ وغیرہ ائمہ سے نقل کیا ہے کہ جب ہمارے
اقوال احادیث صحیحہ کے مخالف ہون تو انکو ترک کرو اور احادیث صحیحہ پر عمل کرو

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ

فبناء على هذا امكن لنا ان نورد تقسيما
اخر للمسائل المذكورة في
الكتب على طبقات الاولى المسائل الموافقة
للاصول الشرعية المنصوصة في الايات
من الكتاب او السنن النبوية او الموافقة لاجماع الامة او
قياس ائمة الملة من غير ان يظهر على خلافها
نص شرعي جلي او خفي والثانية المسائل التي
دخلت في اصول شرعية ودلت عليها
بعض آيات او احاديث نبوية معروفة وورد
بعض آيات دالة على عكسه واحاديث ناصة
على نقيضه لكن دخولها في الاصول من طريق
اصح وانور مما يخالفها وورده من سبيل
اصوب واخف بحكم هذين القسمين
هو بقبوله دال عليه المعقول والمنقول
والثالثة التي دخلت في اصول شرعية
مع ورود ما يخالفها الطرق صحيحة قوية
والعلم فيه لمن اوتي علم والحكمة
التي هي الرجيح بعد وسعة النظر ودقة
الفطنة ومن لا يتيسر له ذلك فهو مجاد
في ما هو نائل والوادية التي لم يستخرج
الا من الله بمخالفة دليل فوقه غير قابل

پھر فرمایا کہ اس بنا پر ہم مسائل مذہب حنفی میں
ایک اور تقسیم بیان کرسکتے ہیں وہ یہ کہ مسائل
مذہب حنفی کے پانچ طبقہ (درجہ) ہیں اول وہ مسائل
جو اصول شرعیہ آیات واحادیث واجماع امت
کے موافق ہیں یا وہ قیاس مجتہدین کے موافق ہیں
اور کوئی نص آیت وحدیث کے مخالف نہیں ہے
ودرجہ دوم وہ مسائل جو بعض آیات و
احادیث کے موافق ہیں اور بعض آیات احادیث
کے مخالف پر جن آیات واحادیث کے وہ
موافق ہیں وہ ثبوت اور دلالت میں زیادہ
قوی ہیں۔ ان دو قسموں کا حکم یہ ہے کہ وہ
مقبول ہیں بناپر معقول ومنقول اس پر شاہد ہے
ودرجہ سوم وہ مسائل جو دلائل شرعیہ کے
موافق ہیں پر ویسے ہی صحیح وقوی دلائل کے
مخالف بھی ہیں ان مسائل کا حکم یہ ہے کہ جسکو علم اور رجیح
وہ اپنے فکر ونظر کو کام میں لاکر کسی طرف ترجیح
دیکھے اسکو اختیار کرے۔ اور جسکو یہ قوت ترجیح
میسر نہ ہو وہ خود مختار ہے جس جانب چاہے
عمل کرے ودرجہ چہارم وہ مسائل جنکے طرف قیاس
شاہد ہے اور کتاب وسنت واجماع کی شہادت اسکے
خلاف ہے۔

ہ ابن العربی قیاس سے متفق نہیں ہوتے دیکھو مذہب کا صفحہ ۱۲ المطبوعہ ۱۳۱۳ ع

ان لا نقلد اس کو ترک الادنی واختیار الاعلی
وھو معنی التقلید فی قولہ ترک التقلید
والخامسۃ ایجاب العمل علیھا دلیل شرعی لا کتاب
والسنۃ والاجماع والقیاس المجتھد بالنص
او غیرہ بالصراحۃ او بالاشارۃ او بغیرھا من تعبیرات
المتاخرین الذین یقلدون طرق آبائھم و
مشائخھم متقدمین وحکمہ الشرح والجرح
فلنا فقد التفصیل فانہ قال من العلم
علیہ ما لہ عمل بہ من سواہ السبیل

اسکا حکم یہ ہے کہ قیاس کو ترک کیا جاوے
اور اس سے اعلیٰ دلیل (کتاب وسنت واجماع)
کے مطابق عمل کیا جاوے۔ **درجہ پنجم**
وہ مسائل جنپر نہ کتاب اللہ کی شہادت پائی
جاتی ہو نہ حدیث کی نہ اجماع کی نہ قیاس کی
بلکہ وہ ان متاخرین کے اجتہاد پر مبنی ہوں جو اپنے بزرگوں اور پیشوا
علماء کے مقلد ہو سکتے ہیں (بنائے ہوئے
مسائل ہیں۔ اسکا حکم یہ ہے کہ انکو چھوڑ دیا جاوے
اور توڑا جاوے۔ **اس تفصیل کو یاد رکھو کہ**
اس پر تمام کتاب دائر ہے۔ اور اسکو چھوڑنے سے بہت لوگ بہک
گئے ہیں۔

ناقل عفی عنہ کہتا ہے یہ جو مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ مسائل مخالفہ حدیث جو کتب فقہ و
میں پائے جاتے ہیں امام ابوحنیفہ پر طعن مناسب نہیں یہ نہایت درست اور انصاف
کی بات ہے ہمارا یہی مذہب ہے چنانچہ شائع اہلحدیث نمبر ۶ جلد ۴ میں صفحہ ۱۸ سے
۲۴ تک بہت بسط و تفصیل کے ساتھ اس بات کی تشریح کی ہے اور اسکے ذریعہ سے اپنے
کو اس طعن سے بری ظاہر کیا ہے آج کل امام ابوحنیفہ کی غلطیاں ظاہر کرنے والے
یہ تو بتلاویں کہ ان میں سے امام صاحب یا انکے شاگردوں پر غلطی کا الزام قائم کریں
اس کا ثبوت کتب فقہ سے بتحقیق ثابت کر لیں صرف شرح وقایہ و درمختار و فتاویٰ عالمگیری وغیرہ
فتاویٰ ہندیہ کی عبارت پر اعتماد کر کے ان کتابوں کی ہر بات کو ان ائمہ کے اقوال سمجھ لینا
بہت بڑی غلطی ہے ان کتابوں کو بغور و انصاف سے سوچیں اور شائع اہلحدیث نمبر ۶ جلد ۴ میں
مکرر و مفصل فرمودہ **الیاسی** جو مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ احادیث

نہ پہنچنے کے سبب معذور ہین - یہہ بات بھی ہمارے اور ہر ایک محقق و منصف کے نزدیک مانی منائی ہوئی ہے - ہمنے اسکی تفصیل اپنے ضمیمہ اخبار نمبر یازدہم مطبوعہ مارچ سنہ ۷ مین بخوبی کی ہے -

ولیکن جو مولوی صاحب نے اس بات مین اتباع مذہب امام صاحب کو بھی شامل کر لیا ہے اور انکو بھی معذور و ماجور بتایا ہے اسمین ہمارے نزدیک تفصیل بکار ہے -

متقدمین اتباع و پیروان مذہب امام (جنکے زمانہ مین حدیث کی کتابین جمع نہوئی تھین) تو بیشک اس حکم مین اپنے ائمہ کے ساتھ شامل اور انکی مثل معذور ہین - ولیکن متاخرین اتباع جناب (جنکے صدہا برس پہلے صحیحین و موطا مالک وغیرہ کتب صحاح و حسان جمع ہو چکی تھین) سبھی اور بہر حال معذور نہین ہو سکتے - بلکہ جنکو استدلال و استنباط احادیث سے وہ خیال مانع رہا جو شعبی و ابراہیم وغیرہ تابعیون کو مانع رہا (جسکا بیان نمبر ۹ و ۱۰ جلد اول ضمیمہ اشاعۃ السنۃ مین حجۃ اللہ البالغہ سے ہو چکا ہے) وہ تو اپنے اس خیال کے سبب معذور ہین - اور جنکو استدلال کتاب و سنت سے توقف نہ تھا و باینہمہ انہون نے استنباط مسائل کے وقت کتب حدیث کی طرف (جو انکے زمانہ مین موجود و متداول تھین) رجوع نکیا - اور صرف اقوال ائمہ کو بمنزلہ نصوص قرار دیکر انسے استخراج و استنباط مسائل خلاف احادیث (جیسے ممانعت رفع سبابہ - یا مسئلہ دہ در دہ) کیا یا ائمہ کی قیاسی باتون کو بمقابلہ احادیث صحیحہ دستور العمل بنا رکھا - وہ لوگ معذور نہین ہو سکتے -

ان ہی لوگون کی نسبت امام شعرانی وغیرہ محققین نے کہا ہے کہ یہہ لوگ معذور نہین ہین چنانچہ میزان کبریٰ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۷۲ مین فرمایا ہے

واعتقادنا واعتقاد کل منصف فی الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ بقرینۃ ما روینا	ہمارا اور تمام منصفون کا اعتقاد امام ابو حنیفہ کی نسبت بقرینہ ان باتون کے جو ہمنے اون سے نقل کی ہین

انفا عنه من ذم الراي والتبري منه ومن
تقديمه النص على القياس انه لو عاش حتى
دونت احاديث الشريعة بعد رحيل
الحفاظ في جمعها من البلاد والثغور وظفر بها
لاخذ بها وترك كل قياس كان قاسه وكان
القياس قل في مذهبه كما قل في مذهب غيره
بالنسبة اليه لكن لما كانت ادلة الشريعة
مفرقة في عصره مع التابعين وتابع
التابعين في المدائن والقرى والثغور
كثر القياس في مذهبه بالنسبة الى غيره من
الائمة ضرورة لعدم وجود النص في تلك
المسائل التي قاس فيها بخلاف غيره من
الائمة فان الحفاظ كانوا قد رحلوا في
طلب الاحاديث وجمعها في عصرهم من
المدائن والقرى ودونوها فجاوبت احاديث
الشريعة بعضها بعضا فهذا كان سبب كثرة
القياس في مذهبه وقلته في مذهب
غيره ويحتمل ان الذي اضاف الى الامام
ابي حنيفة انه يقدم القياس على النص ظفر
بذلك في كلام مقلديه الذين يلزمون
العمل بما وجدوه عن امامهم من القياس

(یعنی رائی سے بیزار ہونا اور حدیث و قرآن کو
قیاس پر مقدم کرنا) یہہ ہے کہ اگر وہ جیتے رہتے
یہانتک کہ احادیث نبوی جمع ہوئین بعد سفر کرنے
حفاظ حدیث کے اُسکے جمع کرنیکے لیئے شہرون
اور سرحدون مین اور اون احادیث کو امام
ابو حنیفہ رح پاتے تو اُنکو لے لیتے اور تمام قیاسون
کو جو کر چکے تھے چھوڑ دیتے اور اُنکے مذہب
مین قیاس کم ہوتا جیسے اورونکے مذہب مین
اُنکی نسبت کم ہے - ولیکن جبکہ دلائل شریعت
(یعنی احادیث) انکے زمانہ مین تابعین و تبع تابعین
کے ساتھ شہرون اور بستیون اور سرحدون مین
متفرق تھے تو اونکے مذہب مین بہ نسبت اور
امامونکی قیاس زیادہ ہوا ضرورت کے سبب
اس لیئے کہ جن مسائل مین اُنہون نے قیاس کیا ہے
نص نپائی - بخلاف اور امامون کے کہ اُنکے زمانہ
مین حدیث کے حافظون نے شہرون اور بستیون
مین حدیث جمع کرنیکو سفر کیئے - اور احادیث کو
جمع کیا - آپکے مذہب مین قیاس زیادہ ہونیکا
اور اورون کے مذہب مین کم ہونیکا یہی سبب ہے
اور یہہ بھی احتمال ہے کہ جسنے امام ابو حنیفہ کیطرف
نص پر قیاس مقدم کرنیکو نسبت کیا ہے اسنے یہہ

ویترکون الحدیث الذی صح بعد موت الامام فالامام معذور واتباعه غیر معذورین۔

حدیث کو جو بعد فوت امام صحیح ہوئی چھوڑ دیتے ہین ولیکن امام معذور ہے اور یہہ لوگ معذور نہین۔

اس عبارت میزان کو مولوی صاحب نے بنوع اختصار اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۵ مین نقل کیا ہے اور اسپر ایسی تفریع کی ہے جو ہمارے اس بیان کی مصدق ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ایسے مقلدی اتباع امام کو مولوی صاحب بھی معذور نہین سمجھتے آپ فرماتے ہین۔ مین کہتا ہون

اقول تفرق الناس من قدیم الزمان الی ھذا الاوان فی ھذا الباب الی الفرقتین فطائفة قد تعصبوا فی الحنفیة تعصبا شدیدا والتزموا بما فی الفتاوی التزاما شدیدا وان وجدوا حدیثا صحیحا واثرا صریحا علی خلافه زعموا ان لو کان ھذا الحدیث صحیحا لاخذ به صاحب المذھب ولم یحکم بخلافه وھذا جھل منھم بما روت الثقات عن ابی حنیفة من تقدیم الاحادیث والاثار علی اقوال الشریفة فترک ملخالف الحدیث الصحیح رای سدید وھو عین تقلید الامام لا ترک تقلید وطائفة زعموا ان الامام قاس علی خلاف ما قاس علیه وھجر ما ورد به الشرع والاثار وقلدوا فی حقه ظنونا سیئة واعتقدوا

لوگ پہلے زمانہ سے اب تک دو فرقے ہو رہے ہین ایک فرقہ تو حنفیون مین سخت متعصب ہے انہون نے فتاوون کو پکڑ رکھا ہے۔ اور وہ اگر کوئی حدیث صحیح انکے خلاف مین پاتے ہین تو کہتے ہین یہہ حدیث صحیح ہوتی تو ہمارے مذہب کا امام اسکو لیتا اور اسکے خلاف حکم نہ دیتا۔ اور انکی یہہ بات انکی جہالت ہے ہمارے ثقہ لوگون نے امام ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے کہ وہ اپنے اقوال سے حدیث کو مقدم سمجھتے۔ پس قول امام مخالف حدیث کو چھوڑ دینا بہت درست رای ہے۔ اور یہہ عین تقلید امام ہے نہ ترک تقلید۔ اور ایک فرقہ یہہ خیال کرتے ہین کہ امام ابو حنیفہ نے حدیثون کو عمدا چھوڑ کر اپنا قیاس کیا ہے۔ وہ انہون نے انکی نسبت بد اعتقاد جمایا۔

عقائد قبیحة ومطالعة المیزان لهم نافع ولاوهامهم دافع فلیتخذ العاقل مسلك المبین ویهجر طریقة الطائفتین انتهی۔	کتاب میزان کبریٰ کا مطالعہ دونو فریق کو نافع ہے اور انکے وہمون کو دافع۔ دانا کو چاہیئے کہ بیچ کی چال اختیار کرے اور ان دونو فریق کی راہ چھوڑ دے۔

بالجملہ عبارات نافع کبیر سے خوب ثابت ہوتا ہے کہ جو کچھ علامہ ہارون نے تجویز اجتہاد و مسائل مذہب حنفیہ و طبقات مجتہدین کی نسبت کہا ہے یہہ اکابر علماء حنفیہ وغیرہ کی قلم و زبان سے نکل چکا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کلام مین علامہ ہارون کی اور بھی تائید پائی جاتی اور یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جو علامہ ہارون نے تجویز و اقسام اجتہاد مین کہا یہہ سلف سے خلف تک متفق علیہ و مسلم چلا آیا ہے

جناب کی کلام مین اور بھی فرائد فوائد بکثرت موجود ہین۔ اسلیئے اس کلام کا بتمام و کمال اس مقام مین نقل کرنا موجب وسعت نظر و مورث زیادہ بصیرت اہل تحقیق معلوم ہوتا ہے جناب ممدوح رسالہ انتباہ الاذکیا فی سلاسل اللہ کے جلد دوم مین فرماتے ہین

مقدمہ باید دانست کہ یکی از واجبات اسلام معرفت احکام الٰہی ست و طریق معرفت آنہا کتاب و سنت و آثار صحابہ و تابعین و استنباط از کتاب و سنت ست و آنرا در عرف علما فقہ گویند و فقہا را مذاہب مختلف ست و مسالک متنوع و متاخران را در اختیار مذاہب فقہا و عمل بآنہا اختلاف ست اکثر متاخران تقلید مذہبی از مذاہب مشہورہ کنند و در کلیات و جزئیات زمام اختیار از دست دادہ مانند سفیہ محجور علیہ باشند و این راہ مبارک ست کسی را کہ از علم کتاب و سنت بہرہ نیافتہ باشد و در مدارک علما خوض نکردہ بود بیک شرط کہ ہمگی ہمت ایشان اتباع کتاب و سنت باشد پس اگر اجتہاد متبوع خود را مخالف صریح کتاب و سنت دانند و غالب ظن حاصل شود کہ این اجتہاد مخالف کتاب و سنت ست دست از تقلید آن در آن مسئلہ باز دارند و تقلید در آن

مسئلہ کہی کنند کہ قول او موافق بودہ باشد کتاب و سنت را اگر مخالف مذہب متبوع خود دانست رد کنند و عمل بآن منتفع ندانند و نمایند کہ ذمہ ما مشغول نشدہ است بتقلید شخصی پس ما را تکلف از اتباع وی ممتنع ست اگرچہ حدیثی بما مخالف نفس متبوع خود برسد و تاویل فاسد کہ لطبع سلیم از قبول وی ابا کند برای احکام و نفع متبوع خود راست کنند و طعن بالبی کہ از احادیث مرویہ در کتب مشہورہ حاصل میشود و بمکابرہ انکار نکنند و دیدہ و دانستہ را جہل مرکب دیدہ و نادانستہ نسازند و اگر این شرط فوت شود در قول خدا تعالیٰ اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ + وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ - قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ - # وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ وانحصت وجمعی از متاخران کہ علم سنت و آثار کسب کردہ باشند تتبع ہوا و تقلید کنند از فقہاء اہلہ پس احادیث و آثاری کہ آن فقیہ بآن تمسک کردہ است روایت و اطریق تطبیق احادیث صحیحہ بآنہا مشتبہ شوند و ہمچنان مذہب او را مذہب خود کنند و بتقلید بر اصول

+ کیا ہمنے انکو اس سے پہلے کوئی کتاب دی ہے جسکو وہ تھامے ہوئے ہین نہین بلکہ وہ تو یہی کہتے ہین کہ ہمنے اپنے باپ دادون کو ایک طریق پر پایا ہے اور ہم تو انہی کے نقش قدم پر چلینگے۔ اور ایسا ہی ہمنے تجھ سے پہلے کسی بستی مین کوئی ڈر سنانے والا نہین بھیجا کہ وہان کے دولتمند لوگون نے یہی کہا ہے کہ ہمنے اپنے باپ دادون کو ایک طریق پر پایا ہے۔ ہم ان ہی کی چال کی پیروی کرینگے۔ پیغمبر نے کہا کہ چاہے اگر مین تمہارے پاس ایسی چیز لایا ہون جو تمہارے باپ دادون کو اس سے زیادہ راہ پر دکھائے وہ بولے ہم تو اس سے جو تم لائے ہو منکر ہین۔

جب انکو کہا جاتا ہے کہ تم اسکی پیروی کرو جو خدا نے اتارا ہے تو کہتے ہین کہ ہم تو انہی کی پیروی کرینگے جسپر ہمنے اپنے باپ دادون کو پایا ہے کیا اگرچہ وہ کچھ عقل نہ رکھتے ہون اور نہ راہ پانے والے۔

امام خود مشغول شوند و این جماعه را مجتهد فی مذهب گویند و متبوع منسوب گشته حنفی یا شافعی مثلاً و این
راه نیز مبارک است بشرطیکه تقلید با تعصب همراه نباشد و مناظره و بیان بر ی اظهار حق باشد نه برای
اظهار علم و وضع خود و هم وضع مخالف و اکثر اهل علم و بی این نعم امروز بدین ضعیف آنست که اصحاب و آثار
متمسک هر یکی از فقهای ربعه اند مذهب شده و در روایت کرده و صنف ایشان در استنباط
احکام اجمالاً و تفصیلاً ادراک نموده و بر اختیارات هر یکی مطلع شده تا بدان حق اظهار نصیب یا دریافت بلکه
قدرت حاصل کرده در معرفت مذاهب ایشان از کتب ایشان و معرفت مانند دلیل ایشان بقوه
قریبه از فعل بعید از ان تردد واقع شده در اخذ یکی از روشهای و تا ان صنفی آنچه را این مقلد کند زیرا که
تشویش و اضطراب در این باب دارد و نیز اکثری باعث بر تعیین مسلک عادت و
الفت شده است پس اعتماد ایشان در تعیین بر انست که ذهن سلیم ایشان مذهب شافعی
یا آبا و اجداد یا استادان و مشایخ همان مذهب داشته اند و این را دلیل نیست که بجز کتب یک
مذهب خوانده نباشد و در طرق تفتیش و ادله غور نکرده باشد و بسی مناقب فقیهی میخوانند و صحبتی
بوی بهم رسانده و غافل باشند از مناقب فقیه دیگر یا نخوانده و صحبتی بهم نرسانده و
باشند در سلوک درین راه نیز آنین این طریقت نبود پس هنگام تمام و جمع همت سنوجه شد
بحق سبحانه و طلب تعیین مسلکی نمود و استخاره کرد پس بر یکی قانع شد اما بان برکه مهتدی گشت
بتعیین مسلکی در خلوت یا مشربی و ما میخواهیم که درین رساله باجمال آن مسلک بیان نمیم بعد از ان
سند خود و مانند او بعد از سنن و آثار و مذاهب ایشان از مسائل فقهیه بیان نمایم و بالله التوفیق
بدین فقیر واضح شده است که در هر مذهبی احکام قسم می باشد یکی ظاهر مذهب یعنی
آنچه در مذهب امام
آنچه صفحه ظاهر مذهب اصول خمسه از تصانیف محمد بن حسن است و در مذهب امام شافعی نیز در ام
و مختصر مزنی مسطور است دیگر نوادر مذهب آن روایات غیر معروفه که از اصحاب مذهب او یافته شود
در کتب مشهوره معتمده مثل امالی ابو یوسف و مثل رقعیات و ثلاثیات و امالی حسن بن زیاد
و غیر ان سوم تخریجات اصحاب وجوه علماء مذهب مثل تخریج طحاوی و کرخی و عیسی بن ابان

ضمیمه اشاعة السنة

در مذهب ابی حنیفه و تخریج ابو اسحاق شیرازی و غیر آن در مذهب شافعی و همچنین در دین محمدی
علی صاحبها الصلوات والتسلیمات مراتب ثلثه واقعست ظاهر دین و نوادر دین و تخریجات
علما و این تثلیث در هر فن از فنون فقه و سلوک و عقائد جاری ست و صاحب علم و فهم کسی ست
که تفرقه کند در میان مراتب ثلثه در هر فن و هر مرتبه را حکم نهد پس ظاهر دین محمدی پنج مرتبه مرتب
دارد مرتبه اولی مدلول صریح قرآن که قابل تشکیک و تردد نباشد مرتبه دوم مدلول صریح احادیث
مستفیضه که در صحیحین و کتاب ابی داود و ترمذی موجود اند و جمع عظیم از علما متقدمین و متاخرین
بر آن رفته اند و دران باب تعارض ادله و تفاحش اختلاف روایات ظاهر نمیشود و مرتبه سوم
حدیثی صحیح یا حسن که در اصول خمسه یافته شود و علما تصحیح آن کرده اند و جمعی از فقها آن را متمسک
خود ساخته باشند و اسم شذوذ و ضعف یا مخالفت اجماع بر آن جاری نیست مرتبه چهارم مسائلی
که صریح حدیث صحیح معروف بر آنها دلالت نمی کند لیکن اقوال جمع غفیر از صحابه و تابعین بر آنها مجتمع
شده باشد خصوصا علماء مدینه بآن رفته باشند و در موطا که اشهر کتب فقهیه و اصح و مقبول ترین
آنهاست مذکور شده باشد و حفاظ حدیث مثل شافعی و بخاری و مسلم تعقب بر آنها نکرده باشند بحدیثی یا
باقوال اکثر اهل علم و مثل آن مرتبه پنجم مسائلی که در آنها نصی از صحابه و تابعین یافته نشد لیکن علماء
مجتهدین مثل مالک و شافعی و ابو حنیفه و احمد در آن تکلم کرده اند و تمسک بظواهر قویه کتاب و سنت
کرده اند یا اقیسه صحیحه قویه ظاهره بران اقامت کرده اند و بعد از ایشان جماعت بسیار بر وفق ایشان
رفته اند و تصحیح استنباط ایشان کرده پس این پنج مرتبه ظاهر دین محمدی ست و جاده قویه که ترک آن
ممنوع ست و تساهل در آن قبیح و نوادر دین محمدی احادیث محکوم علیها بضعف یا مرویه در کتب
غیر مشهوره و یا آثار صحابه و تابعین که شاذ و غیر مشهور و غیر معمول باشد یا مذاهب فقها مدون نشده
یا کتب آن محفوظ نمانده و تخریجات دین محمدی آنست که علما احادیث از ظواهر قویه کتاب و سنت
استخراج کرده باشند یا اصل حدیث و آثار از آن ساکت ست و علماء فقه آن را استنباط کرده اند و دران
باب اقوال ایشان مختلف آمده و ترجیح قولی بر قولی ظاهر نشد و وجوه و ماخذ دران باب مختلف ست

پس این مراتب را نگاهیده اند اجمالاً ثم تفصیلاً فی کل باب باب بعد از آن واضح ساختند که طریق تتبع
این جاده قویه آنست که تحصیل کتب مشهوره حدیث کند مثل بخاری و مسلم و ترمذی و ابوداود
و موطا را بحثاً و درایة بخواند و کتاب شرح السنه را نیک بفهمد و باختلاف و اتفاق علما آگاه شود
و ما شک نداریم که هر که چنین کند و فهمی و حدسی داشته باشد البته جاده جلیه را متمیز میسازد از غیر
آن و مراتب سه گانه را ادراک میکند پس مسئله اگر منصوص است در جاده جلیه پی آن رود و تخلف
از آن جایز نیست و اگر از تخریجات است لازم نیست در آن تخریجات اتباع فقیهی خاص بلکه اختیار
کند اصح و اوفق را یا قول اکثر اهل علم را چنانکه مقلدین هر مذهبی در تخریجات مذهب می بینند
و درین جا اگر تمسک بنوادر کند و ترجیح مسلکی بر مسلکی از آن جهت نماید دور نیست و نیز واضح ساختند
که اختلاف مسائل که امروز بنظر می آید از چهار حالت بیرون نیست یا مقبول است قطعاً مثل اختلاف
قرائت و اختلاف صیغ ادعیه و اختلاف در ادای بعض سنن پس هر دو طرف اختلاف صواب است قطعاً
یا اختلاف مقبول است ظناً و آن مسائل تخریجیه که در جاده جلیه دلیل بر آن قائم نشد و هر جانب را
وجهی هست و شاهدی و قرینه پس هر یکی بحسب تحری غالب خود عمل کند زیرا که از جاهای بسیار شارع
ما را تعلیم کرده است که ما ماموریم در غیر جاده قویه بتحری و اجتهاد و عمل بر وفق اجتهاد و اگر تحری
حاصل شود بذهاب اکثر علما بآن آن نیز نوعی از تحری صحیح باشد و اگر حاصل نشد بهیچ وجهی توقف کند یا تقلید
فقه نماید مثل آنچه در تحری قبله گفته اند و اگر اختلاف در کیفیت ادای طاعتی است هر دو طریق را صحیح دارد
و بصحت هر دو فتوی دهد و بهر دو مرة بعد اخری لا جمعاً عمل کند و اگر اختلاف در قضا باشد البته بیک
راه رود و تلون را بگذارد که مورث تهمت است پس اگر دلیلی بر ترجیح طرفی قائم شد آن را بکند و الا
بقضاء دیار خود بر وفق مذهب پادشاه یا اکثر اهل بلد کار کند یا مردود قطعاً و آن آن است که
مخالف نص کتاب یا سنت مستفیضه یا اجماع سلف واقع شود و آن را البته رد باید کرد و تقلید کسی
در آن باب بعد وضوح حال درست نیست و مردود ظناً و آن مخالف خبر واحد صحیح یا حسن و
مخالف قواعد مقرره مشهوره است پس مواضع وجوه اختلاف را واضح ساختند و همچنین مسائل بسیار

ابہام و تفصیل و ضبح ساختند و موضح بیان آنہا کتب اصول فقہ و کتب فقہ است و دریغا شکایت
کہ اکثر اہل عصر را پریشان کردہ ہست و آن آنست کہ اجتہاد درین روزگار ممتنع ست و عالم خبیر
مجتہد را تقلید مجتہد باید کرد در ہر قلیل و کثیر قدم از دائرہ اتباع او بیرون نباید برد پس چہ طعنہا
کہ اہل زمان نکردند و چہ سوء الظن کہ درمیان نیاوردند و بعد وضوح حق لعن اہل ان لعنات نباید
کرد و فان ساء ولوا سیئ الجھود او الرد ثم نادی حل لعلم لست اجھد وجہاں در ہر زمانی
بر اہل علم لعن کردہ اند ولنا فیھم اسوۃ حسنۃ و شیخ جلال الدین سیوطی رح در
جواب طاعنان خود در رسالہ نوشتہ مسماۃ **بالرد علی من اخلد الی الارض وجہل**
ان الاجتہاد فی کل عصر فرض و آنرا بخوبترین صورتی ادا کردہ مناسب چنان مینماید
کہ درین رسالہ نکتہ چند از ان کتاب نقل کنیم مزنی در مختصر خود گفتہ اختصرت ھذا ++
من علم الشافعی و معنی قولہ لاقرب علی من اراد مع اعلامہ نھیہ عن تقلیدہ و تقلید غیرہ
لینظر فیہ لدینہ و یختار لنفسہ و بغوی در تہذیب امام الحرمین در نہایہ
رافعی در شرح وجیز و عز الدین بن عبد السلام در غایہ و نووی در
شرح مہذب ابو عمرو بن الصلاح در کتاب ادب الفتیا و بدر الدین
زرکشی در کتاب بحر تصریح کردہ اند کہ علم دو قسم ست فرض علی الاعیان و فرض علی الکفایہ و فرض کفایہ آنست کہ بر تبہ اجتہاد برسد و از عداد مقلدین برآید پس اگر در ہر ناحیہ یکی یا
دو باین معنے قائم شوند فرض ساقط شود و الا ہمہ عاصی شوند آما مذکورین و غیر ایشان از فرق
ار بعہ گفتہ اند کہ در خلیفہ اعظم و در وزیر کہ نائب مطلق باشد و در قاضی و مفتی و نائب مطلق
قاضی بودن اجتہاد شرط ست و خالیہ بامہ عہ رفتہ اند کہ جائز نیست خلو زمان کتولہ صلے اللہ
علیہ وسلم لا یزال الطائفۃ من امتی بالظاہرین علی الحق حتی یاتی امر اللہ و زرکشی

+ کذا کتبہ مصححہ ہا ما حق سقط [illegible] بیرون نمودن کلمہ طلاہ مین مکرر بہ گاہ

++ این عبارت نسخہ عنقریب [illegible] بیان خواہد شد

[illegible] قیامت آوے

گفته است که این قول اصحاب ما نیست بلکه جماعة از اصحاب منی شافعیه بدان تصریح کرده اند
از انجمله استاد ابو اسحق در تهذیب گفته است **دقیق العید** هذا هو المختار و ابن
عرفه از علماء مالکیه گفته **شیخنا** عبد السلام یعنی احد ائمة المالکیه لا یخلو
الزمان عن مجتهد و **امام الحرمین** گفته که اتفاق کرده اند اولین در آخر در عصری از اعصار
عدد مجتهدین از سبع تواتر کم نبوده و بانه جمعی منع کرده و جمعی جایز داشته **سیوطی** گفتم که منشأ غلط
عوام در قول ایشان نفی مجتهد مطلق است که مجتهد مستقل و مجتهد مطلق بیک معنی داشته اند و آن
مجتهد است که مجتهد مستقل خاص است و مجتهد مطلق مام نفی قیاس نفی عام نمی کند **نووی**
در شرح **مهذب** گفته است که مفتیان دو قسم اند مستقل و غیر مستقل شرط مستقل آنست که معرفت
احکام شرعیه بدلیل کند از کتاب و سنت و اجماع و قیاس مقید بمذهبی نباشد یعنی منتسب نباشد بمذهبی
و در زمان طویل مفتی مستقل مفقود شده است و فتوی الحال مستند شده است بمنتسبین و غیر
مستقل که مفتی منتسب چهار حالت دارد یکی آنکه مقلد امام خود نباشد نه در مذهب یعنی فروع و نه
در ادله و نسبت و بجهت سلوک طریق امام باشد در اجتهاد و است تا دار آفاق گفته است که این
حالت موجود یعنی کبار ائمه شافعیه در اصحاب مالک و ابی حنیفه میگوید که ما بمذهب ائمه خویش
منتسبیم بجهت تقلید ایشان در صحیح آنست که میگوید که اتباع شافعی کردیم بجهت آنکه طریق
اجتهاد و قیاس است طرق یافتیم در اقوال او در ارجح اقوال یافتیم دیگر آنکه مجتهد مقید
بمذهب امام خود باشد لیکن عالم است بقطعه و اصول فقه و ادله احکام تفصیلا بصیرت است بمسالک قیاسیه
تمام اطلاع دارد بر تخریج و هست بالجمله قائم مقام آنچه منصوص امام نیست باصول امام لیکن تجاوز
نمیکند از ادله و اصول امام خود بسبب آنکه بصیرت است احادیث و عمل عربیه و این حال اصحاب وجوه است
از شافعیه و ظاهر کلام اصحاب آنست امثال این شخص مجتهد باید انگیخته **و ابن صلاح**
گفته است و امیشود فرض کنایه مثل این شخص در فتوی [illegible] شود در احیاء ما موتی که آمد در فتوی
از آنست سوم آنکه فرو نرود در مذهب بلکه عالم باشد بمذهب [illegible] تحریر دلائل و مسائل و ترجیح بعض

وجوہ و تزییف بعض آن ممکن لیکن قوت استنباط و استخراج ندارد بسبب قصور طبع و قلت ارتیاض
چہارم آنکہ حافظ مذہب باشد و قادر بر نقل و فہم آن در واضحات و مشکلات لیکن ضعف دارد
در تقریر ادلہ و تحریر اقیسہ و بر نقل این شخص اعتماد باید کرد در آنچہ از منصوصات مذہب نقل میکند
و آنچہ منقول نیست از دو حالت بیرون نباشد اگر معنی او در منقول می یابد بوجہی کہ ظاہر است غیر
تکلف فکر می تواند کہ فرق نیست در صورتین با اندراج او تحت ضابطہ کلیہ بی تکلف می تواند
میر سید در الحاق غیر منصوص بمنصوص و اگر این قسم نیست واجب است امساک او از فتوی
انتہی کلام النووی مع تنقیح و تہذیب - فقیر گوید آنچہ مستند اصحاب رفعہ بآن ممنی کردہ
ادوات اجتہاد استعانت بکسی نکند در حدیث بتصحیح و تضعیف کسی اعتماد نکند و در غریب
لغت بکتب لغت رجوع ننماید و در فرش مسائل و ارجاع آن بدلائل تکلیف بکسی ندارد و باز
اشارہ کردہ است نووی در قول خود کہ مجتہد منتسب سلوک طریق امام خود میکند در اجتہاد
واللہ اعلم درین عصر بلکہ از زمان بسیار مفقود شدہ است و مجتہد مطلق منتسب کہ اعتماد بر کسی
نکردہ باشد در ادوات و قواعد و لابد مثل این شخص در اکثر احوال و افراد این متبوع خواہد بود
و مخالفات او از موافقات کم خواہد بود و اجماع علماء بر این است کہ ہیچ زمان از مثل این
شخص خالی نخواہد شد یا خالی نباید کہ باشد تا قرب قیامت و مقالہ مشہورہ لابد من حجۃ یقوم
بہ التکلیف اشارہ بہ این است کما اشار الیہ السیوطی بعد ازین سیولی نقل کردہ ایم قولی کہ در ذم
تقلید و حث بر اجتہاد در رسائل نوشتہ اند و از شافعی در کتاب الرسالہ و از ابو طالب
مکی در قوت القلوب و ابن عبد البر در کتاب العلم و قاضی عبد الوہاب در
کتاب مقدمات این معنی نقل کردہ و تقصیر جہات ایشان با بعض مذاہب وارد نمودہ و استدلال کردہ
اند ایشان در مناقب بآیات قرآن کہ در اتباع سنت و رد بدعت وارد شدہ و تمسک نمودہ اند
و در مثلبہ ستقلیہ و گفتہ اند فرض است در اتباع و تقلید پس اتباع موافقت با کسی است بعد
معرفت صحت قول او و تقلید آن است کہ بقول او بگوید و بداند کہ او شناسد و تقلید رخصت است

درحق عوام کہ ادوات اجتہاد و اشتغال بعلوم ندارند و مذموم است درحق کسی کہ ادوات اجتہاد
جمع کردہ باشند و از ابن حزم کلام شیخ در رسائل متعددہ ذکر کردہ است من ذلک
قولہ فی رسالۃ لہ قد دل الکتاب والسنۃ وحضا علی النظر والاجتہاد وترک التقلید
ووجدنا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اولہم عن آخرہم لیس منہم احد اتی الی من
ہو فوقہ فی القرب والسابقۃ والعلم فاخذ قولہ کلہ فیقلد فی دینہ بل رأیت
کل امرئ منہم یجتہد لنفسہ ثم بحثنا عن عصر التابعین فوجدناہم علی تلک الطریقۃ
لیس منہم احد اتی الی تابعی اکبر منہ او الی صاحب فیقلد قولہ کلہ وکذلک اتباع
التابعین لیس منہم احد اتی الی تابعی او صاحب او فقیہ من اہل العصر اکبر منہ
فاخذ قولہ کلہ ولم یخالفہ فی شیء منہ ولا امر بذلک عامیا منہم ولا خاصیا وہذہ
القرون المحمودۃ الثلاثۃ تعلمنا یقینا انہ لو کان اخذ قول عالم واحد باسرہ فیہ شیء
من الخیر والصواب ما سبقہم الیہ من حدث من القرون المذمومۃ ولو کان

ترجمہ کا بار ہشتم

از انجملہ ابن حزم کا یہ قول ہے جو اسنے اپنے رسالہ مین کہا ہے کہ قرآن و حدیث نے اجتہاد و
ترک تقلید کی رغبت دلائی ہو۔ اور سب کے سب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمنے
اسی پر پایا ہے۔ انمین ایسا کوئی بھی نہین ہوا جسنے اپنے سے علم مین سبقت اسلام مین
قرب مین بالاتر کی سبھی باتون مین تقلید کی ہو بلکہ ہمنے انمین سے ہر ایک کو ایسا پایا
کہ اسنے اپنے آپ اجتہاد کیا۔ پھر ہمنے تابعیون کے زمانہ کو ٹٹولا تو انکو بھی اسی طریق
پر پایا انمین بھی کوئی ایسا نہ تھا کہ اپنے سے بڑے تابعی یا صحابی کی ہر بات مین تقلید
کرتا ہو۔ ایسا ہی تبع تابعین کا حال ہے انمین بھی کوئی ایسا نہ تھا کہ کسی تابعی یا صحابی یا
اپنے زمانہ کے بڑے فقیہ کی ہر بات مین تقلید کرتا ہو اور کسی بات مین اسکا خلاف نکرتا ہو
یا اس تقلید کا کسی عامی یا خاص شخص کو حکم دیتا ہو۔ یہ تینون زمانہ (جنکی حدیث مین تعریف
آچکی ہے) ہمکو یقینا بتاتے ہین کہ اگر [illegible] خیر ہوتی تو پچھلے
زمانون (جنکی برائی حدیث مین آچکی ہے) [illegible] سبقت
نہ لیجاتے
یہ تیسرا زمانہ تبع تابعین جسمین مجتہدین موجود تھے۔ (جیسے [illegible]

فضيلة ما سبقهم اليها وهذا العصر الثالث هو الذي كان فيه المجتهدون وهم ابن جريج وسفيان بن عيينة بمكة وابن ابي ذئب ومحمد بن اسحق وعبيد الله بن عمر واسمعيل بن امية ومالك بن انس وسليمان بن بلال وعبد العزيز ابن ابي سلمة وعبد العزيز الماوردي وابراهيم بن سعد بالمدينة وسعيد بن ابي عروبة وحماد بن سلمة وحماد بن زيد وعمر بن راشد وابو عوانة وشعبة وهمام بن يحيى وجرير بن حازم وهشام الدستوائي وزكريا بن ابي زائدة وحبيب بن الشهيد وسوار وعبد الله بن عبد الله بن الحسن وعثمان بن سليمان بالبصرة وهشام بن بشير بواسط وسفيان الثوري وابن ابي ليلى وابن شبرمة والحسن بن حي وشريك وابو حنيفة وزهير بن معاوية وجرير بن عبد الحميد ومحمد بن حازم بالكوفة والاوزاعي وسعيد بن عبد العزيز والليث بن سعد وعقيل بن خالد بمصر كلهم على الطريقة التي ذكرت ما منهم احد اخذ يقول اما ممن قبله فقبله كله دون ان يرد منه شيئا ثم وجد بعدهم من اعتصم بحبلهم وسلك سبيلهم في ذلك نحو يحيى بن سعيد القطان وعبد الرحمن بن مهدي وبشر بن المفضل وخالد بن المخلد وعبد الرزاق ووكيع ويحيى بن آدم وحميد بن آدم وحميدي عبد الرحمن الرواسي والوليد بن مسلم والحميدي والشافعي وابن المبارك وحفص بن غياث ويحيى بن زكريا بن ابي زائدة وابو داود الطيالسي ومحمد بن ابي عدي ومحمد بن ابي جعفر ويحيى بن يحيى النيسابوري ويزيد بن هارون ويزيد بن زريع واسمعيل بن علية وعبد الوارث بن سعيد

(سفیان بن عیینہ کہ مابین ۱۰۷ھ تا ۱۹۸ھ) علماء مدینہ و بصرہ و واسطہ و کوفہ و شام و مصر میں (یہ سب کے سب اسی طریق پر تھے جو میں نے بیان کیا ہے۔ انمیں کوئی ایسا نہ تھا جسنے پہلوں سے کسی ایک امام کے سبھی اقوال مان لیے ہوں کسی ایک کو رد کیا ہو انکے بعد جنہوں نے اُن امور کو پایا جنہوں نے اُن طریق سے اخذ کیا تھا۔
(شعیب بن سعید رقم ۳۸ھ) انمیں سے بھی کوئی ایسا نہ تھا جو

وابنہ عبدالصمد ووھب بن جریر وزاھر بن راشد وعفان بن مسلم
وبشر بن عمر وابی عاصم النبیل والمعتمر بن سلیمان والنضر بن شمیل ومسلمان
ابراھیم والحجاج بن منہال وابی عامر العقدی وعبدالوھاب الثقفی والفریابی
ووھب بن خالد وعبداللہ بن نمیر وغیرہ ما من ھؤلاء احد قلد اماما کان
قبلہ ثم تلاھم علی مثل ذلک احمد بن حنبل واسحق بن راھویہ وابو ثور و
ابو عبید وابو خیثمۃ وابو ایوب الھاشمی واسحق الفزاری ومخلد بن الحسین و
محمد بن یحیی الذھلی وابو بکر وعثمان ابنا ابی شیبۃ وسعید بن منصور و
قتیبۃ ومسدد والفضل بن دکین ومحمد بن المثنی وبندار ومحمد بن عبداللہ بن
نمیر ومحمد بن العلا والحسن بن محمد الزعفرانی وسلیمان بن حرب وآدم وغیرھم
لیس منھم احد قلد رجلا وشاھدوا من قبلھم ورأوھم فلم یروا انفسھم فی سعۃ
ان یقلدوا دینھم احدا منھم ثم اتی بعد ھؤلاء البخاری ومسلم وابو داؤد و
النسائی ومحمد بن سنجرۃ ویعقوب بن شیبۃ وداؤد بن علی ومحمد بن نصر المروزی
وابن المنذر ومحمد بن جریر الطبری ومحمد وتقی بن مخلد ومحمد بن عبدالسلام
الخشنی وغیرھم ما منھم احد ادنی الی امام قبلہ فاخذ قولہ کلہ فقلد من قبلہ
کل ھؤلاء نھی عن ذلک وانکرہ ولم اجد احدا یوصف بالعلم قدیما وحدیثا یستجیز التقلید

اماموں سے کسی ایک کا مقلد ہو رہا ہو پھر اسی روش پر امام احمد بن حنبل وغیرہ
(۱۲ علما) ہوئے - انمیں سے ایک بھی ایسا نہیں ہوا جو کسی ایک کا مقلد ہو - انہوں نے
پہلوں کا حال مشاہدہ کیا اور رائے دیکھا پھر انکے دلوں نے کسی کی تقلید کو پسند نکیا
انکے بعد بخاری ومسلم وابو داؤد وغیرہ (۱۰ علما) ہوئے انمیں بھی کوئی ایسا نہ تھا
جسنے کسی ایک امام کی تقلید کی ہو بلکہ ان سب نے اس تقلید سے منع کیا ہے اور اسپر
انکار متوجہ فرمایا ہے - ہمنے قدیم وجدید زمانہ میں کسی ایک کو جو عالم کہلاتا
ہو ایسا نہ پایا جو تقلید کو جائز رکھتا ہو -

یہ چاروں جلدیں مطبع مفید عام لاہور میں چھپیں -

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ

نمبر ۱۱ جلد ۲

مشتہرہ ذی قعدہ ۹۶ھ نومبر ۷۹ء

استشہاد

بر رسالہ

اقتصاد فی مسائل الجہاد

جو عام رائے کا آئنہ ہے

نمبر ۹ جلد ۲ اشاعۃ السنۃ مین **جو مضمون** شایع ہوا ہے (جسکا حاصل یہ ہے کہ حسب منشاء احکام نمبر ۱ سے ۱۰۴ تک
منجملہ احکام سنت متعلقہ امور معاشرت مندرجہ اشاعۃ السنۃ) رعایا ریاست برطانیہ کو اس ریاست کی مخالفۃ و بغاوت حرام
بلکہ اگر کوئی اور مخالف اس ریاست کا مقابلہ کرے تو اسکی مدد کرنی بھی نہایت حرام ہے۔ اور اسپر چند احادیث صحیح بخاری و مسلم کی
سے (جنسے امن و امان دیگر عہد کا حرام ہونا اور صرف اس جبتا کر ایک جگہ مین رہنے یا ملکر سفر کرنے سے امن و عہد کا پا
جانا اگر کوئی زبان کوئی عہد و پیمان نہو) ثابت ہوتا ہے) استدلال بھی موجود ہے **وہ مضمون** ہمارے رسالہ اقتصاد فی
مسائل الجہاد کا اصل اصول اور رکن رکین ہے **اسپر** مین اشاعۃ السنۃ اور اس ضمیمہ کے عامہ ناظرین سے استشہاد
ہون کہ یہ بات کا خواہشگار ہون کہ جو صاحب اس مضمون کو صحیح سمجھتے ہین وہ اس پرچہ پر اپنے دستخط و مواہیر ثبت فرما
بلکہ اور دس بیس معتبر و معتمد اہل اسلام سے جو انکے قریب جوار مین رہتے ہون اور اس مضمون کو پسند کرتے ہون
دستخط کرا کے اصل پرچہ میرے پاس واپس بھیجین۔ اور جو صاحب اصل مسئلہ مین یا ہمارے بیان و استدلال کی صحت مین
کچھ شک و اختلاف رکھتے ہون وہ اپنے شک و اختلاف کی وجہ سے بذریعہ خط ہمکو آگاہ کرین۔ ہم تقریراً یا تحریراً انکی تسلی
کرینگے اور انکی مخالفۃ سے کسی دوسرے کو مطلع نکرینگے۔ واللہ علی ما نقول وکیل۔ وکفی باللہ وکیلا۔ وکفی
باللہ شہیدا! **اس استشہاد** کو مین نے عام رائے کے معلوم کرنیکا آئنہ بنایا ہے۔ اور طبع و تشہیر رسالہ اقتصاد
فی مسائل الجہاد کو اسپر موقوف ٹھہرایا ہے۔ اس رسالہ کو مین نے شروع ۹۶ھ مین تالیف کیا اور بہت سا وقت اور روپیہ
خرچ کر کے ہندوستان کا ایک سفر طویل کیا اور اکابر علماء ہندوستان کا اس رسالہ کے مضامین سے توافق رائے حاصل کیا
پھر باوجود اس کوشش و مشقت کے اس رسالہ کو اسوقت تک شائع نکیا کہ مبادا عوام مسلمان جو حقیقت اسلا
مسائل اسلام خصوصاً مسئلہ جہاد سے واقف نہین اس مسئلہ کو نیا سمجھکر وحشت مین نہ پڑین اور اسکی تکذیب کیطرف متوجہ نہو
اور وہ مقصود جو اس رسالہ کی تصنیف سے مدنظر تھا (یعنے اصلاح خیال عوام) حاصل نہو۔ جب ماہ ستمبر ۹۷ھ مین وہ مضمون

بلکہ بہت لوگون نے اسکو پسند کیا اور اس رسالہ کا مشتہر ہونا چاہا - اس سے مجھے یقین ہوگیا کہ وہ رسالہ (اقتصاد) باعث وحشت عامہ مسلمانان نہوگا **اس یقین** کی زیادہ کرنیکو مینے یہ استشہاد شائع کیا ہے جس سے اور بہت مسلمانان کا توافق رائے پیدا ہوجاوے - پس جو صاحب اس مضمون کو صحیح سمجھتے ہین علماء ہون خواہ عوام جو اسکو خود پڑھ سکتے ہین یا دوسرے سے سنکر سمجھ سکتے ہین - وہ اپنے توافق رائے سے بذریعہ اپنی مہر یا دستخط کو مجھے اطلاع دین - اور اس شاہد دلربا (روحانی و ایمانی) کو جو نا اشنائون کے خوف سے عرصہ چار سال سے حجاب مین چھپا ہوا ہے مشتاقون کی انجمن مین جلوہ گر ہونے کی اجازت دین - اور جنکو ہنوز اس سے نا اشنائی ہے وہ بحکم المکتوب نصف الملاقات بذریعہ خط کتابت اپنی شکوک کے حجاب اُٹھاکر اس سے آشنائی پیدا کرین - شائد وہ رسالہ جسمین وہ مضمون شائع ہوا ہے کسی صاحب کے نظر سے نگذرا ہو - اسلئے اسکو اس استشہاد مین بعینہ نقل کیا جاتا ہے - اور ناظرین کو اسپر رائے لگانے کا موقع دیا جاتا ہے

وھوھذا

۱۰۱ - اپنے عہد و امان کو ملحوظ رکھو - اپنے عہدی کے (گو وہ تمہارے مذہب کا مخالف اور کافر کیون نہو) جان و مال سے تعرض نکرو - بلکہ اگر کوئی اُن سے لڑے تو اسکو مارو اور اُ کافر و نکو مدد دو (بخاری ص۴۲۹ جلد ۲)

۱۰۲ تمہارے مخالفون کیطرف سے کوئی پیغام لیکر آوے تو اسکو نہ قید کرو اور نہ مارڈالو (ابوداؤد) ص۲۳ و ۲۴ جلد ۲

۱۰۳ بلکہ خلعت دیکر رخصت کرو (بخاری ص۴۲۹)

۱۰۴ اگر کسی سے تمہارا زبانی یا تحریری عہد و پیمان کچھ نہو فقط ایک جگہہ باہم رہنے کا یا ایک راستہ ملکر چلنے کا اتفاق ہوا اور ایک دوسرے کیطرف سے اس کے خیال مین ہو تو یہ صورت بھی عہد کے حکم مین داخل ہے - اور ایسے عہد والے کی جان و مال سے بھی تعرض کرنا غدر و حرام ہے - صحیح بخاری ص۴۰۹ سنن ابوداؤد ص۳۹ جلد ۲

مولف کہتا ہے صحیح بخاری مین مسور وغیرہ سے مروی ہے کہ عروہ بن مسعود (مشرکین مکہ کے وکیل) نے مغیرہ بن شعبہ صحابی کو آنحضرت کے سامنے کہا - اے غادر - کیا مینے تیرے غدر و فساد کی اصلاح مین کوشش نہین کی اسکے اس کہنے کی وجہ یہ تھی کہ مغیرہ بن شعبہ اسلام سے پہلے ایک قوم کے ساتھ ہو کر چلا - راستہ مین انکو قتل کیا اور مال لوٹ لیا پھر آنحضرت کے پاس آکر مسلمان ہوگیا - آنحضرت نے فرمایا کہ تیرا اسلام تو ہمنے منظور کیا ولیکن اس مال سے ہمکو کچھ تعلق نہین ہے - ابوداؤد کی حدیث مین ہے یہ اسلئے کہ یہ مال غدر ہے قسطلانی نے شرح بخاری مین اسکی تفصیل و غدر ہونیکی وجہ بیان کی ہے کہ مغیرہ بن شعبہ بنی مالک مین سے تیرہ آدمیون کے ساتھ مصر مین مقوقس (بادشاہ یا امیر مصر کا نام ہے) کے پاس گیا - مقوقس نے ان لوگونکی خاطر کی اور مغیرہ کی بخی مغیرہ کو اس سے حسد پیدا ہوا اسنے راستہ مین سبکو شراب پلاکر بیہوش ہونیکے بعد قتل کر دیا اور انکا مال لیکر آنحضرت کے پاس آکر اسلام قبول کیا - جب بنی مالک کو اسکی خبر پہنچی تو وہ لڑائی کو مستعد ہوئے - تب عروہ بن مسعود مذکور نے تیرہ آدمی کا خونبہا دیکر لڑائی تھامی - اور آنحضرت نے

تو گویا ایک دوسرے کو امن دیتا ہے پھر ایک کو دوسرے کے جان و مال سے تعرض کرنا غدر ہے۔ اور غدر (کافر کے ساتھ کیوں نہو) حرام ہے انتہی۔ یہ حدیث ہمارے رسالہ **الاقتصاد فی مسائل الجہاد** (جسکا ذکر ہم اشاعۃ السنۃ نمبر ششم کے ضمیمہ میں کر چکے ہیں) کی رکن رکین ہے۔

اس حدیث کے فتوے سے ہم گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت و بغاوت کو (ان لوگوں کے حق میں جو اسکے ظل حمایت میں با امن و امان آباد ہیں اور انکی طرف سے شعار مذہبی کے ادا کرنے میں خود مختار و آزاد) حرام جانتے ہیں اور اس گورنمنٹ کے مخالفوں کو مدد دینا ناجائز سمجھتے ہیں۔ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور اب دوبارہ کہتا ہوں کہ ان بیانات کا اظہار میں اپنا مذہبی فرض سمجھتا ہوں اس سے کوئی غرض دنیاوی مدنظر نہیں رکھتا۔

میرے احباب و آشنا سب جانتے ہیں کہ مجھے اس گورنمنٹ سے عام مسلمانان رعایا سے علاوہ کچھ خاص تعلق نہیں ہے۔ نہ میں گورنمنٹ کا ملازم ہوں نہ پنشن خوار نہ جاگیردار نہ کسی کمیٹی کا ممبر نہ کسی مجلس کا رکن و مشیر نہ کسی حاکم وقت کا ملاقاتی نہ کسی کا مجھی۔ آجتک کسی سے کسی نوع کی منفعت ذاتی نہیں اٹھائی۔ اور آئندہ تحصیل منفعت و تقرب حکام وقت کی نیت نہیں رکھی۔ باایں ہمہ ان باتوں میں ظاہر کرتا ہوں تو اس سے بجز ادائے اپنے فرض مذہبی کے و خیر خواہی و برادرت مسلمان بھائیوں کے اور کچھ مقصود نہیں رکھتا آگے معاملہ خدا سے ہے لوگ جو چاہیں سمجھیں۔ اور میری ان باتوں جس غرض پر چاہیں محمول کریں۔

(اشاعۃ السنۃ نمبر ۹ جلد ۲ صفحہ ۳۷۳ - ۳۷۵ و صفحہ ۳۷۶)

راقم ابوسعید محمد حسین لاہوری

Digitized by Khilafat Library Rabwah